بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 12

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

30 / شعبان 1444 ہجری قمری ● 23 / امان 1402 ہجری شمسی ● 23 / مارچ 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ (بقرہ: 186)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17 / مارچ 2023 کو مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفات الٰہی کا مظہر ہیں

خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود میں سورۃ الفاتحہ کے صفات اربعہ کا نمونہ دکھایا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

آنحضرتؐ صفات الٰہی کا مظہر ہیں

میں نے سورۃ الفاتحہ (جس کو ام الکتاب اور مثانی بھی کہتے ہیں اور قرآن شریف کی عکسی تصویر اور خلاصہ ہے) کے صفات اربعہ میں دکھانا چاہا ہے کہ وہ چاروں نمونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں ان صفات اربعہ کا نمونہ دکھایا۔ گویا وہ صفات دعویٰ تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بطور دلیل کے ہے، چنانچہ ربوبیت کا آپ کے وجود میں کیسا ثبوت دیا کہ مکہ کے جنگلوں کا سرگردان اور دس برس تک حیران پھرنے والا جس کیلئے کوئی راہ کھلی نظر نہ آتی تھی۔ اسکی تربیت کا کس کو خیال تھا کہ اسلام روئے زمین پر پھیل جاوے گا اور اسکے ماننے والے 90 کروڑ تک پہنچیں گے۔ مگر آج دیکھو کہ دنیا کا کوئی آباد قطعہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہیں۔ پھر الرحمن کی صفت کو دیکھو۔ جس کی منشاء یہ ہے کہ عمل کے بدوں کامیابی اور ضرورتوں کے سامان بہم پہنچائے۔ کیسی رحمانیت تھی کہ آپ کے آنے سے پیشتر ہی استعدادیں پیدا کر دیں۔ عمر رضی اللہ عنہ بچوں کی طرح کھیلتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کافروں کے گھر میں پیدا ہوا تھا اور ایسا ہی اور بہت سے صحابہ آپ کے ساتھ ہو گئے۔ گویا ان کو آپ کیلئے رحمانیت الٰہی نے پہلے ہی تیار کر رکھا تھا اور اس قدر امور رحمانیت کے اسلام کے ساتھ ہیں کہ ہم ان کو مفصل بیان بھی نہیں کر سکتے۔ اُمیت رحمانیت کو چاہتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا: هُوَ الَّذِيۡ بَعَثَ فِي الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا (الجمعۃ: 3) رحمانیت کا منشاء اس ضرب المثل سے خوب ظاہر ہے: ’’کردے کرادے اور اٹھانے والا ساتھ دے۔‘‘

اور یہ ظہور اسلام کے ساتھ ہوا۔ اسلام گویا خدا کی گود میں بچہ ہے۔ اسکا سارا کام کاج سنوارنے والا اور اسکے سارے لوازم بہم پہنچانے والا خود خدا ہے۔ کسی مخلوق کے بارِ احسان اس کی گردن پر نہیں۔ اسی طرح رحیم جو محنتوں کو ضائع نہ کرے۔ اس کے خلاف یہ ہے کہ محنت کرتا رہے اور ناکام رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رحیمیت کا اظہار دیکھو۔ کیسے واضح طور پر ہوا۔ کوئی ایسی لڑائی نہیں ہوئی جس میں فتح نہ پائی ہو۔ تھوڑا کام کر کے بہت اجر پایا۔ بجلی کے کوندنے کی طرح فتوحات چمکیں۔ فتوحات الشام، فتوحات المصر ہی دیکھو۔ صفحہ تاریخ میں کوئی ایسا انسان نہیں جس نے صحیح معنوں میں کامیابیاں پائی ہوں۔ جیسے کامیابیاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 454، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

ہر شخص کے مال میں رشتہ داروں، مساکین اور مسافروں کا حق ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بستی میں جاؤ تو تین دن تک کی ضیافت کا تم کو حق ہے

اس حکم کو اگر دنیا میں جاری کیا جائے تو بہت سی خرابیاں جو ہوٹلوں اور سراؤں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں دنیا سے دور ہو جائیں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت 27 وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِيۡرًا (ترجمہ: اور قرابت والے کو اور مسکین کو اور (مسافر) راہرو کو اس کا حق دے اور اسراف کسی رنگ میں (بھی) نہ کر) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ہر شخص کے مال میں رشتہ داروں، مساکین اور مسافروں کا حق ہے رشتہ دار انسان کی کمائی میں کئی طرح مدد کا موجب ہوتے ہیں۔ اسلئے اسکے مال میں ان سب کا حق ہوتا ہے مثلاً والدین نے ایک بیٹے کو پڑھا دیا اور وہ کسی اعلےٰ عہدہ پر پہنچ گیا اور باقی بھائی علم سے محروم رہے تو اس عہدہ دار کے مال میں باقی بھائیوں کا بھی حق ہے کیونکہ جس روپے سے اس کو تعلیم دلائی گئی اس میں ان سب کا حق تھا۔

مساکین اور ابن السبیل کا بھی اللہ تعالےٰ نے حق قرار دیا ہے اور دوسری جگہ کھول کر بھی بتایا ہے وَفِيۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (ذاریات رکوع 1) کہ انسان کے اموال میں سائل وغیرہ کا بھی حق ہوتا ہے۔ مساکین کا حق قرار دینے کی ایک تو یہ وجہ ہے کہ دنیا میں امیر غریب بدلتے رہتے ہیں۔ جو آج غریب ہیں کبھی امیر تھے اور جو آج امیر ہیں کبھی غریب تھے اور اس وقت کے امیروں نے ان سے حسن سلوک کیا تھا۔ پس ساری دنیا کو اگر مجموعی نگاہ سے دیکھا جائے تو کسی کا مال اس کا خالص مال نہیں بلکہ اس میں دوسروں کے حقوق شامل ہیں۔ دوسری وجہ اس کی یہ ہے کہ دنیا کی سب اشیاء اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کیلئے بحیثیت جماعت پیدا کی ہیں نہ کہ زید یا بکر کیلئے۔ پس اگر زید اور بکر کسی وجہ سے زیادہ مالدار ہو گئے ہوں تو اس سے ان باقی لوگوں کا حق باطل نہیں ہو جاتا۔ جو دنیا کی چیزوں کی ملکیت میں زید اور بکر کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ بیشک بوجہ خاص محنت کے زید یا بکر کا زائد حق اسلام تسلیم کرتا ہے لیکن ان کو مالک بلا شرکت غیر نہیں تسلیم کرتا۔

مسافروں کا حق اس طرح کہ جب یہ دوسری جگہ کی طرف جاتا ہے تو وہ اس سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ پس دوسرے مقام کے مسافر کی خدمت کرنا اس کا فرض ہے تا حق ضیافت ادا ہوتا رہے۔ ابن السبیل

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق

(26) حضرت سعد بن ہشامؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مَیں نے عرض کی کہ اَے اُمُّ المؤمنین مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کے بارہ میں کچھ بتائیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ مَیں نے کہا کیوں نہیں، ضرور پڑھتا ہوں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نبی کے اخلاق قرآن کریم کے عین مطابق تھے۔ (مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب جامع صلاۃ اللیل)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق حسنہ کی تکمیل کیلئے مبعوث کئے گئے

(28) حضرت امام مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کیلئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ یعنی میں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔

(مؤطا امام مالک، باب فی حسن الخلق)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین، مصنفہ مکرم ملک سیف الرحمن صاحب)

اس شمارہ میں

اہم سوال و جواب از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 24 / فروری 2023ء (مکمل متن)

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 3 / مارچ 2023ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

رپورٹ: بیت الفتوح کی نو تعمیر شدہ عمارت کا افتتاح

رپورٹ: نیشنل امن کانفرنس جماعت احمدیہ برطانیہ

نماز جنازہ حاضر و غائب

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

اعلان وصایا

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

والدہ کی عدت وفات کے دوران بیٹے کی شادی منع نہیں

والدہ عدت کے دوران گھر میں رہ کر سادگی کے ساتھ شادی کی تقریب میں شامل ہو سکتی ہے

عورت خواہ کنواری ہو یا بیوہ ہو یا مطلقہ اس کے نکاح کیلئے ولی کی رضامندی ضروری ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:47)

سوال: جاپان سے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ جاپان میں زمین کم ہونے اور لوگوں کے مذہب سے دور ہو جانے نیز ماضی میں کسی وقت لاشوں کو زمین میں دفن کرنے پر وبا پھیلنے کی وجہ سے یہاں کے لوگوں میں لاش کو زمین میں دفنانے کی بجائے جلانے کے طریق کو پسند کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں لوگوں کو کس طرح سمجھایا جا سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 29/ اکتوبر 2021ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردہ کا احترام انسانی فطرت میں رکھا ہے۔ لہٰذا جو لوگ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں وہ بھی ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ وہ نہیں چاہتے کہ ان کے مردہ کی بے حرمتی ہو۔ اور جو لوگ اسے جلاتے یا جانوروں کو کھلا دیتے ہیں وہ بھی ایسا اسی لیے کرتے ہیں کہ ان کے مردے گلتے سڑتے نہ رہیں اور ان کے نزدیک مردہ کو جلانا یا جانوروں کو کھلا دینا اصل میں مردہ کے احترام کا تقاضا ہی ہے۔ پس مردہ کا احترام صرف مذہب کے ماننے والے ہی نہیں کرتے بلکہ غیر مذہب کے لوگ بھی اپنے فطرتی تقاضا کے تحت ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔

اسلام جو فطرت کے عین مطابق مذہب ہے، اس نے ہمیں یہی سکھایا کہ مردہ کو زمین میں دفن کیا جائے چنانچہ قرآن کریم میں آدم کے دو بیٹوں کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے کوّے کو بھیج کر آدم کے بیٹے کو سکھایا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کی لاش کو کس طرح زمین میں دفن کرے۔

اسلامی تعلیم کے مطابق مردہ کو زمین میں دفن کر کے جو اس کی قبر بنائی جاتی ہے، اس میں کسی قسم کا شرک پیش نظر نہیں ہوتا یا اہل قبر کی عبادت یا پوجا کرنا مقصود نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ صرف اس لیے کیا جاتا ہے کہ انسان کی میت کو بھی مناسب طور پر عزت اور احترام دیا جا سکے اور تا اسکے لواحقین حسب توفیق اس قبر پر آ کر اسکے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کر سکیں۔

باقی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لاشوں کو دفنانے سے کسی وبا کے پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو یہ بھی ایک غلط مفروضہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی مٹی میں ایسی خاصیت رکھی ہے کہ انسانی جسم آہستہ آہستہ ختم ہو کر اسی مٹی کا حصہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ جب اگلی نسل آتی ہے اور وقت کے ساتھ اس نئی نسل میں سے بہت سارے لوگ اپنے آباؤ اجداد کو بھول جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ بہت سی قبروں کے نام و نشان زمین سے مٹ جاتے ہیں تو ان کی جگہ نئی قبریں تیار ہو جاتی ہیں۔ دنیا کے بہت سے قبرستان ایسے ہیں جن میں سینکڑوں سالوں سے مردے دفن کیے جا رہے ہیں اور بہت سی پرانی قبروں کی جگہ نئی قبریں بن چکی ہیں۔ مدینہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں بھی یہی طریق رائج ہے۔ پس مردوں کو زمین میں دفنانے کے طریق کے خلاف زمین کے کم ہونے کی دلیل کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے۔

مردوں کو دفن کرنے، جلانے یا جانوروں کو کھلا دینے کے بارے میں مختلف مذاہب اور معاشروں میں رائج طریق کار کے مختلف پہلوؤں کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی تصانیف تفسیر کبیر اور سیر روحانی میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد ہشتم، صفحہ 180، 179، سیر روحانی نمبر 3، انوار العلوم، جلد 16، صفحہ 317 تا 322)

سوال: دار الافتاء ربوہ کی طرف سے جاری ہونے والے فتاویٰ ملاحظہ فرمانے کے بعد ان میں سے بعض فتاویٰ درباره بیوہ کی عدت کے دوران اس کے بیٹے کی شادی، بیوہ / مطلقہ کے نکاح کیلئے ولی کی اجازت اور فتاویٰ میں دیے جانے والے حوالہ جات کے طریق کی بابت حضو انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 29/ اکتوبر 2021ء میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: نظامت دار الافتاء کی طرف سے جاری کردہ فتاویٰ میں آپ نے ایک شخص کو اس کی والدہ کی عدت وفات کے دوران اس شخص کی شادی کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے۔ ’’سوگ اور بیٹے کی شادی کی خوشی کی تقریب میں شرکت دو متضاد چیزیں ہیں۔ آپ کی شادی کی تقریب کی صورت میں آپ کی والدہ اپنی عدت وفات سوگ کی حالت میں نہیں گزار سکتیں۔ لہٰذا آپ کو اپنی شادی کا پروگرام والدہ کی عدت کے اختتام پر رکھنا چاہئے۔‘‘

(فتویٰ زیر نمبر 13/11-9-2021)

میرے نزدیک آپ کا یہ فتویٰ درست نہیں۔ احادیث میں تو صرف بیوہ کیلئے چار ماہ دس دن عدت گزارنے کا حکم ہے۔ لیکن آپ اپنے اس فتویٰ کے ذریعہ تو باقی لوگ کو بھی پابند کر رہے ہیں کہ وہ بھی بیوہ کے ساتھ سوگ میں شامل ہوں اور اپنے ضروری کاموں کو عدت کے اختتام تک مؤخر کر دیں۔

میری بیٹی کی شادی بھی اُس وقت ہوئی تھی جب میری والدہ عدت میں تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات کے بعد اُمی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں راہنمائی کیلئے لکھا تو حضورؒ نے شادی مقررہ تاریخ پر ہی کرنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ عدت میں گھر سے باہر جانا منع ہے، گھر میں رہ کر سادگی کے ساتھ شادی کی تقریب میں شامل ہونا منع نہیں۔ اسی لیے ہم نے خواتین کا انتظام گھر کے برآمدہ اور صحن میں کیا تھا اور اُمی حضورؒ کی ہدایت کے مطابق سادگی کے ساتھ گھر میں اس تقریب میں شامل بھی ہوئی تھیں۔

پس اگر وہ لوگ اس شادی کے پروگرام کو اپنے طور پر ملتوی کر دیں تو یہ انکا ذاتی معاملہ ہے لیکن آپ کا انہیں شادی سے منع کرنے کا فتویٰ دینا درست نہیں۔

(2) اسی طرح بیوہ / مطلقہ کے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے کے بارے میں ایک استفتاء پر آپ نے میرے خطبہ جمعہ مؤرخہ 24/ دسمبر 2004ء کے حوالہ سے جو فتویٰ دیا ہے اس سے اگر آپ یہ استنباط کرنا چاہتے ہیں کہ بیوہ اور مطلقہ کو اپنے نکاح کیلئے ولی کی اجازت کی بالکل ضرورت نہیں تو یہ درست استنباط نہیں ہے کیونکہ کنواری یا بیوہ / مطلقہ دونوں کو اپنے نکاح کیلئے ولی کی اجازت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور دونوں کے نکاح کے موقع پر ان کا ولی ہی ایجاب و قبول کرتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات اور خلفائے راشدین کے تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر عورت خواہ وہ کنواری ہو یا بیوہ / مطلقہ اس کے نکاح کیلئے ولی کی رضامندی بھی ضروری ہے۔ اسی مؤقف کی تائید حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ارشادات سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ’’اسلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ کوئی عورت بغیر ولی کے جو اُس کا باپ یا بھائی یا اور کوئی عزیز ہو خود بخود اپنا نکاح کسی سے کرلے۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 289) مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کے بارے میں اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے بعض علماء (میاں نذیر حسین دہلوی اور شیخ محمد حسین بٹالوی) کے فتویٰ کو قبول کر کے لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ کی حدیث میں کلام خیال کرتے ہوئے ایک بیوہ سے اس کے ولی کی رضامندی کے بغیر شادی کا ارادہ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو مرتبہ خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ متغیر حالت دکھا کر آپ کو اس خواب کی یہ تفہیم سمجھائی کہ ان مفتیوں کے فتووں کی طرف توجہ نہ کرو۔ حضورؓ فرماتے ہیں۔ ’’تب میں نے اسی وقت دل میں کہا کہ اگر سارا جہان بھی اس کو ضعیف کہے گا تب بھی میں اس حدیث کو صحیح سمجھوں گا۔‘‘ (مرقات الیقین فی حیات نور الدین، صفحہ 158 تا 160) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نکاح کرانے کیلئے آئی تو آپ نے اس کے لڑکے کو جس کی عمر غالباً دس یا گیارہ سال تھی ولی بنایا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ولی مرد ہی ہوتے ہیں۔ اس عورت کا چونکہ اور کوئی مرد ولی نہیں تھا۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکے سے دریافت کرنا ضروری سمجھا۔‘‘ (روزنامہ الفضل قادیان دار الامان نمبر 143، جلد 26، مورخہ 25/ جون 1938ء صفحہ 4) البتہ جیسا کہ میں نے اپنے اس خطبہ میں بھی ذکر کیا ہے بیوہ / مطلقہ عورت، کنواری لڑکی کی نسبت اپنے بارے میں فیصلہ کرنے میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ بیوہ / مطلقہ عورت اگر کسی جگہ شادی کرنا چاہے تو ولی کو اس میں بلا وجہ روک نہیں بننا چاہئے بلکہ اس کی مرضی کا احترام کرتے ہوئے اس کا اس جگہ نکاح کر دینا چاہئے۔

(3) ایک فتویٰ زیر نمبر 20/27-9-2021 کے صفحہ 3 پر آپ نے الفضل 16/ اگست 1948ء کا ایک حوالہ فقہ احمدیہ عبادات کے حوالہ سے دیا ہے۔ ایک تو یہ حوالہ غلط ہے۔ دوسرا اگر اصل ماخذ میسر ہو تو حوالہ اُس اصل ماخذ سے ہی دینا چاہئے۔

میں نے یہ حوالہ یہاں تلاش کروایا ہے۔ آپ کے فتویٰ میں درج یہ اقتباس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 6/ اگست 1948ء کا ہے۔ جو خطبہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 8/ مارچ 1961ء کے صفحہ نمبر 2 تا 4 پر شائع ہوا تھا۔

فقہ احمدیہ میں اس قسم کی بہت سی غلطیاں ہیں، جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ تدوین فقہ کمیٹی کو اس

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اہلِ بدر کو غیر اہلِ بدر پر فضیلت ہے (حضرت علیؓ)

اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابہ حضرت عامر بن ربیعہؓ، حضرت حَرام بن مِلْحَانؓ، حضرت سعد بن خولہؓ، حضرت ابوالہیثم بن التیہانؓ، حضرت عاصم بن ثابتؓ، حضرت سَہْلِ بن حُنَیف انصاریؓ، حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ اور حضرت قُطبہ بن عامرؓ کے بارے میں بعض روایات کا بیان

حضرت حَرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخموں سے نکلنے والا خون ہاتھ میں لیا اور اپنے منہ پر ملتے ہوئے کہا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ! فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! میں نے اپنی مراد پالی

اس (خطبہ) کے بعد بدری صحابہ کے بارہ میں یہ سلسلہ یا جو مَیں بیان کرنا چاہتا تھا وہ ختم ہوجائے گا

مخالفانہ حالات کے پیشِ نظر پاکستان، برکینا فاسو اور الجزائر میں بسنے والے احمدیوں کیلئے دعائیں کرنے اور صدقات پر زور دینے کی تحریک

مکرم محمد رشید صاحب شہید ضلع گجرات، مکرمہ امانی بسام مَجَلاوِی صاحبہ اور عزیزم صلاح عبدالمعین قُطَیْش آف اسکندرون، (ترکی) اور مکرم مقصود احمد منیب صاحب (مربی سلسلہ، کوئٹہ، پاکستان) کی وفات پر مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24 فروری 2023ء بمطابق 24 تبلیغ 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۝

بدری صحابہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان کے حوالے سے بعض باتوں کا ذکر رہ گیا تھا جو میں بیان کر رہا تھا۔ اس حوالے سے آج بھی بیان کروں گا۔ جس کے بعد بدری صحابہ کے بارے میں یہ سلسلہ یا جو مَیں بیان کرنا چاہتا تھا وہ ختم ہوجائے گا۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپؓ کے والد کا نام ربیعہ بن کعب بن مالک بن ربیعہ تھا۔ آپؓ سے بعض روایات بھی ملتی ہیں۔ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنی والدہ حضرت ام عبداللہ لیلیٰ بنت ابوحَثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ہم حبشہ کی طرف کوچ کرنے والے تھے اور عامر بن ربیعہ ہمارے کسی کام کے سلسلہ میں کہیں گئے ہوئے تھے کہ حضرت عمرؓ جو کہ ابھی حالتِ شرک میں تھے وہاں آنکلے اور میرے سامنے کھڑے ہو گئے اور ہمیں ان سے سخت تکلیف اور سختیاں پہنچی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا۔ اے ام عبداللہ! کیا روانگی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اللہ کی قسم! ہم اللہ کی زمین میں جاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے لیے کشادگی پیدا کر دے۔ تم لوگوں نے ہمیں بہت دکھ دیا ہے اور ہم پر بہت سختیاں کی ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ان سے کہا۔ اللہ تمہارا نگہبان ہو!

وہ کہتی ہیں کہ میں نے اس دن حضرت عمرؓ کی آواز میں وہ رقّت دیکھی جو پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ وہاں سے چلے گئے اور ان کو ہمارے کوچ کرنے نے غمگین کر دیا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ اتنے میں حضرت عامرؓ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آ گئے تو میں نے ان سے کہا اے ابوعبداللہ! کیا آپ نے ابھی عمر اور ان کی رقّت اور دکھ کو دیکھا۔ بتایا ہوگا انہوں نے۔ حضرت عامرؓ نے جواب دیا کہ کیا تُو اسکے مسلمان ہونے کی خواہشمند ہے؟ وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت عامرؓ نے کہا۔ خطاب کا گدھا مسلمان ہوسکتا ہے مگر وہ شخص جس کو تُو نے ابھی دیکھا ہے یعنی حضرت عمرؓ وہ اسلام نہیں لاسکتا۔ حضرت لیلیٰ کہتی ہیں کہ حضرت عامرؓ نے یہ بات اُس ناامیدی کی وجہ سے کہی تھی جو ان کو حضرت عمرؓ کے اسلام کی مخالفت اور سختی کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔

(اسد الغابہ، جزء 3، صفحہ 118، عامر بن ربیعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت 2003ء)(فضائل الصحابۃ لامام احمد بن حنبل، جزء 1، صفحہ 279، جامعہ القریٰ 1983ء)(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، جزء 1، صفحہ 370، دار الکتاب العربی بیروت لبنان، 1990ء)

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سَرِیہ نخلہ جس کا نام سریہ عبداللہ بن جحش بھی ہے، یہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے اس پر روانہ فرمایا اور ہمارے ساتھ حضرت عمرو بن سراقہ بھی تھے اور وہ ہلکے پیٹ والے اور لمبے قد والے تھے۔ راستے میں ان کو شدید بھوک لگی جس کی وجہ سے وہ دہرے ہو گئے اور ہمارے ساتھ چلنے کی استطاعت نہ رکھ سکے اور گر پڑے۔ بھوک کی یہ حالت تھی۔ ہم نے ایک پتھر کا ٹکڑا لے کر ان کے پیٹ پر رکھ کر ان کی کمر کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا۔ پھر وہ ہمارے ساتھ چل پڑے۔ ہم ایک عرب قبیلے کے پاس پہنچے جنہوں نے ہماری ضیافت کی۔ اس کے بعد آپؓ چل پڑے اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ انسان کی ٹانگیں اس کے پیٹ کو اٹھائے ہوئے ہوتی ہیں حالانکہ اصل میں انسان کا پیٹ اس کی ٹانگوں کو اٹھائے ہوئے ہوتا ہے۔

(معرفۃ الصحابۃ از علامہ ابونعیم، جزء 1، صفحہ 2004-2005، عمرو بن سراقہ، دار الوطن للنشر)(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اےؓ صفحہ 330)

جب بھوک کی حالت ہو، فاقہ زدگی ہو، کمزوری ہو پھر انسان چل بھی نہیں سکتا۔

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعے پر حضرت عامر بن ربیعہؓ اور حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ کو جاسوسی کے لیے روانہ فرمایا۔

(ماخوذ از کنز العمال، جزء 4، صفحہ 470، حدیث 11399، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان، 1985ء)

8 ہجری میں جنگِ ذاتُ السَّلَاسِل میں حضرت عامر بن ربیعہؓ بھی شامل تھے اور اس میں آپؓ کے بازو پر تیر لگا جس کی وجہ سے آپؓ زخمی ہو گئے۔

(سیر اعلام النبلاء سیرت النبی، جزء 2، صفحہ 149، غزوہ ذات السلاسل، الرسالۃ العالمیۃ 1985ء)

عبداللہ بن عامر اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے استفسار فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ فلاں عورت کی قبر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں اطلاع نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپؐ سو رہے تھے ہم نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپؐ کو جگائیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ مجھے اپنے جنازوں کیلئے بلایا کرو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں صفیں بنوائیں اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 24، صفحہ 443، حدیث 15673، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت) وہیں قبر کے اوپر۔

عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ نے بتایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کسی سریہ میں روانہ فرماتے تھے تو ہمارے پاس زادِ راہ صرف کھجور کا ایک تھیلا ہوتا تھا۔ امیرِ لشکر ہمارے درمیان ایک مٹھی بھر کھجور تقسیم کر دیتے تھے اور آہستہ آہستہ ایک ایک کھجور کی نوبت آجاتی تھی پھر آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہونے لگتی تھی تو سفر میں پھر ایک کھجور ایک آدمی کو ملا کرتی تھی۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا۔ ابا جان! ایک کھجور کیا کفایت کرتی ہوگی؟ اس سے پیٹ کیا بھرتا ہوگا؟ انہوں نے کہا پیارے بیٹے! ایسا نہ کہو کیونکہ اس کی اہمیت ہمیں اس وقت معلوم ہوتی جب ہمارے پاس وہ بھی نہ ہوتی تھی۔ (ماخوذ از حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، جزء 1، صفحہ 179، دار الفکر بیروت لبنان، 1996ء) یہ تو جو فاقے میں ہو اس سے پوچھو کہ ایک کھجور کی بھی کیا اہمیت ہے۔

جب حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں خیبر کے علاقے سے یہود کو نکال دیا تو وادیٔ قریٰ کی زمینیں آپؓ نے جن لوگوں میں تقسیم فرمائیں ان میں حضرت عامر بن ربیعہ بھی تھے۔

(کتاب اخبار المدینۃ النبویۃ از ابوزید عمر بن شبۃ، جلد 1، صفحہ 181، امر خیبر مطبوعہ دار العلیان)

حضرت عمرؓ جب جابِیَہ تشریف لے گئے، یہ دمشق کے مضافات کی ایک بستی ہے، تو حضرت عامرؓ آپؓ کے ساتھ تھے۔ ایک روایت کے مطابق اس میں حضرت عمرؓ کا جھنڈا حضرت عامرؓ کے پاس تھا۔ اسی طرح حضرت

عثمانؓ جب حج پر تشریف لے گئے تو انہوں نے حضرت عامرؓ کو مدینہ میں اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد3، صفحہ 469، عامر بن ربیعہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1995ء)(معجم البلدان، جلد 2، صفحہ 91، زیر لفظ الجابیۃ، دار صادر بیروت لبنان)(سیر اعلام النبلاء، جلد 2، صفحہ 334، عامر بن ربیعہ، الرسالۃ العالمیۃ، 1985ء)امیر مقامی مقرر فرمایا۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ کی وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک آپؓ کی وفات حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی اور بعض کے مطابق 32/ہجری میں ہوئی جبکہ بعض کے نزدیک 33/ہجری میں ہوئی۔ بعض کے نزدیک 36/ہجری میں اور بعض کے نزدیک 37/ہجری میں ہوئی۔ علامہ ابن عساکر کے نزدیک 32/ہجری والی روایت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔(تاریخ دمشق الکبیر از ابن عساکر، جزء 27، صفحہ 229، عامر بن ربیعہ، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان، 2001ء)

آپؓ کی وفات کے بارے میں روایت میں یہ بھی بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپؓ اپنے گھر میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں کو آپؓ کے بارے میں کوئی خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ جب آپؓ کا جنازہ گھر سے نکلا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد3، صفحہ 296، عامر بن ربیعہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1990ء)

عبداللہ بن عامر اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے بنوفزارہ کی ایک عورت سے دو جوتے حق مہر پر نکاح کرلیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو جائز قرار دیا۔ یعنی یہ معمولی سا جو حق مہر تھا وہ مقرر کیا تو وہ بھی جائز ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 24، صفحہ 445، روایت نمبر 15676، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

عبداللہ بن عامر اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے سفر میں اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر رات کو نفل پڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرف منہ کیے ہوئے تھے جس طرف اونٹنی آپؐ کو لیے جا رہی تھی۔

(صحیح بخاری، کتاب تقصیر الصلوٰۃ، باب من تطوع فی السفر......حدیث 1104)

سفر میں جدھر بھی سواری کا منہ ہو اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اندھیری رات میں سفر میں تھا۔ ہم ایک مقام پر اترے تو ایک شخص نے پتھر اکٹھے کیے اور نماز کیلئے جگہ بنائی اور اس میں نماز پڑھی۔ صبح معلوم ہوا کہ ہمارا رخ غیر قبلہ کی طرف تھا۔ قبلے سے الٹا تھا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم نے رات کو قبلے سے ہٹ کر نماز پڑھی ہے۔ اس پر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ(البقرہ:116) کہ اور اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ پس جس طرف بھی تم منہ پھیرو وہیں خدا کا جلوہ پاؤ گے۔(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد 1، صفحہ 179-180، دارالفکر بیروت لبنان، 1996ء) یعنی اگر غلط فہمی سے ہو گیا تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھانے کیلئے ویسے پڑھ کر سنائی ہو۔ ضروری نہیں ہے کہ اس وقت نازل ہوئی ہو۔ بہرحال یہ روایت حلیۃ الاولیاء کی ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ سلامتی بھیجتا ہے۔ پس اب تمہاری مرضی ہے کہ مجھ پر کم درود بھیجو یا زیادہ درود بھیجو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بندہ مجھ پر سلامتی کی دعا کرتا ہے تو جب تک وہ اسی حالت میں ہوتا ہے فرشتے اس پر سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ پس بندے کے اختیار میں ہے چاہے تو زیادہ مرتبہ سلامتی کی دعا کرے اور چاہے تو کم۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، جلد 1، صفحہ 180، دارالفکر بیروت لبنان، 1996ء)

پھر اگلا ذکر ہے حضرت حَرام بن مِلحانؓ کا۔ حضرت حَرام بن مِلحانؓ کے بارے میں آیا ہے، ان کی نسل آگے نہیں چلی۔ (الطبقات الکبریٰ، الجزء الثالث، صفحہ 266، حَرام بن مِلحان، مطبوعہ داراحیاء التراث بیروت)

حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت انسؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں حضرت حَرام بن مِلحانؓ کو جو اُمّ سُلَیم کے بھائی تھے ستّر سواروں کے ساتھ بنو عامر کی طرف بھیجا اور عامر بن طفیل مشرکوں کا سردار تھا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا تھا۔ اس نے کہا تھا قصباتی لوگ آپؐ کے ہوں گے اور دیہاتی میرے یا یہ کہ میں آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کا جانشین ہوں گا ورنہ میں دو ہزار غطفان کے آدمیوں کو لے کر آپؐ پر حملہ کر دوں گا۔ تو عامر کسی عورت کے گھر طاعون میں مبتلا ہوا۔ کہنے لگا یہ ویسے ہی گلٹیوں کی بیماری ہے جو آلِ سَلُول کی ایک عورت کے گھر میں جوان اونٹ کو ہوئی تھی۔ میرا گھوڑا لاؤ۔ وہ اس پر سوار ہوا اور اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔ آخر یہ اس کا انجام ہوا۔ اس کے بارے میں انہوں نے شروع میں ذکر کر دیا۔

پھر روایت میں اس کا بھی اور اس کے قبیلے کا بھی ذکر یہ ملتا ہے کہ حضرت اُمّ سلیمؓ کے بھائی حضرت حَرام بن مِلحانؓ، ایک لنگڑے آدمی اور ایک اَور آدمی کو جو فلاں قبیلہ سے تھا اپنے ساتھ لے کر بنو عامر کے پاس گئے۔ حَرام نے ان دونوں سے کہا۔ تم قریب ہی رہنا۔ میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے مجھے امن دیا تو تم آ جانا اور اگر مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر انہیں بتانا۔ حضرت حَرامؓ نے عامر کے پاس جا کر کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دوں۔ یہ کہہ کر وہ اس سے باتیں کرنے لگے۔ قبیلے کے لوگوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا وہ اُن کے پیچھے سے آیا اور ان کو تاک کر نیزہ مارا جو ان کے جسم سے آر پار ہو گیا۔

حضرت حَرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخموں سے نکلنے والا خون ہاتھ میں لیا اور اپنے منہ پر ملتے ہوئے کہا اَللّٰهُ أَكْبَرُ! فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! میں نے اپنی مراد پالی۔

پھر وہ لوگ دوسرے آدمی کے پیچھے چلے اور اسے مار ڈالا اور پھر باقی قاریوں پر جا کر حملہ کر دیا اور وہ سارے کے سارے مارے گئے سوائے اس لنگڑے آدمی کے جو پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا تھا۔ اللہ نے ہم پر وہ بات نازل کی۔ پھر اس کا ذکر اذکار موقوف ہو گیا یعنی ہماری طرف سے ہماری قوم کو کہہ دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں۔ وہ ہم سے خوش ہوا اور ہمیں خوش کر دیا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن ہر صبح ان کے خلاف یعنی رِعْل، ذَکْوَان، بَنُولِحْیَان اور عُصَیَّہ کے خلاف دعا کرتے رہے جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی تھی۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع ورِعْل وذَکْوَان......حدیث 4091)

بخاری کی ایک اَور روایت جو حضرت انسؓ سے ہے اسکے مطابق نیزے کے بجائے ان کو برچھا مارا گیا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من ینکب أو یطعن فی سبیل اللہ، حدیث 2801)

ایک اَور روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک صبح کی نماز میں ان یعنی بنی سُلیم کے دو قبیلوں رِعْل اور ذَکْوَان کے خلاف دعا کرتے رہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ یہ قنوت کی ابتدا تھی۔ اس سے قبل ہم قنوت نہیں کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع ورِعْل وذَکْوَان......حدیث 4088)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حفاظ کی شہادت کے واقعے کو بیان فرماتے ہوئے صحابہ کی قربانیوں کے جذبہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "ہمیں تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ جنگوں میں اس طرح جاتے تھے کہ ان کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جنگ میں شہید ہونا ان کیلئے عین راحت اور خوشی کا موجب ہے اور اگر ان کو لڑائی میں کوئی دکھ پہنچتا تھا تو وہ اس کو دکھ نہیں سمجھتے تھے بلکہ سکھ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ صحابہؓ کے کثرت کے ساتھ اس قسم کے واقعات تاریخوں میں ملتے ہیں کہ انہوں نے خدا کی راہ میں مارے جانے کو ہی اپنے لئے عین راحت محسوس کیا۔ مثلاً وہ حفاظ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط عرب کے ایک قبیلہ کی طرف تبلیغ کیلئے بھیجے تھے ان میں سے حَرام بن مِلحان اسلام کا پیغام لے کر قبیلۂ عامر کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس گئے اور باقی صحابہؓ پیچھے رہے۔ شروع میں تو عامر بن طفیل اور اس کے ساتھیوں نے منافقانہ طور پر ان کی آؤ بھگت کی لیکن جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور تبلیغ کرنے لگے تو ان میں سے بعض شریروں نے ایک خبیث کو اشارہ کیا اور اس نے اشارہ پاتے ہی حَرام بن مِلحان پر پیچھے سے نیزہ کا وار کیا اور وہ گر گئے، گرتے وقت ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ یعنی مجھے کعبہ کے رب کی قسم! میں نجات پا گیا۔ پھر ان شریروں نے باقی صحابہؓ کا محاصرہ کیا اور ان پر حملہ آور ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فُہَیرہؓ جو ہجرت کے سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ان کے متعلق ذکر آتا ہے بلکہ خود ان کا قاتل جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ ہی یہ بیان کرتا تھا کہ جب میں نے عامر بن فُہَیرہؓ کو شہید کیا تو ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا فُزْتُ وَاللّٰهِ۔ یعنی خدا کی قسم! میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا ہوں۔ یہ واقعات بتاتے ہیں کہ صحابہؓ کیلئے موت بجائے رنج کے خوشی کا موجب ہوتی تھی۔"

(ایک آیت کی پُرمعارف تفسیر، انوارالعلوم، جلد 18، صفحہ 612-613)

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ نجد کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اسے مَیں چھوڑتا ہوں۔ اور اس ضمن میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا حوالہ پیش کر دیتا ہوں۔ یہ ذرا زیادہ تفصیلی ہے۔ وہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ایک شخص اَبُوبَرَاء عامِری جو وسط عرب کے قبیلہ بنو عامر کا ایک رئیس تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ آپؐ نے بڑی نرمی سے اور شفقت کے ساتھ اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی اور اس نے بھی بظاہر شوق اور توجہ کے ساتھ آپؐ کی تقریر کو سنا مگر مسلمان نہیں ہوا۔ البتہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ آپؐ میرے ساتھ اپنے چند اصحاب نجد کی طرف روانہ فرمائیں جو وہاں جا کر اہلِ نجد میں اسلام کی تبلیغ کریں اور مجھے امید ہے کہ نجدی لوگ آپؐ کی دعوت کو رد نہیں کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے تو اہلِ نجد پر اعتماد نہیں ہے۔ ابوبَراء نے کہا کہ آپؐ ہرگز فکر نہ کریں۔ میں ان کی حفاظت کا ضامن ہوتا ہوں۔ چونکہ ابوبَراء ایک قبیلہ کا رئیس اور صاحبِ اثر آدمی تھا آپؐ نے اس کے اطمینان دلانے پر یقین کر لیا اور صحابہ کی ایک جماعت نجد کی طرف روانہ فرما دی۔

یہ تاریخ کی روایت ہے۔ بخاری میں آتا ہے کہ قبائل رِعْل اور ذَکْوَان وغیرہ (جو مشہور قبیلہ بنو سُلَیم کی شاخ تھے) ان کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کر کے درخواست کی کہ ہماری قوم میں سے جو لوگ اسلام کے دشمن ہیں ان کے خلاف ہماری امداد کیلئے (یہ تشریح نہیں کی کہ کس قسم کی امداد، آیا تبلیغی یا فوجی) چند آدمی روانہ کئے جائیں۔ جس پر آپؐ نے یہ دستہ روانہ فرمایا۔ ان دونوں روایتوں کی مطابقت کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ رِعْلا ور ذَکْوا نکے لوگوں کے ساتھ ابوبَراء عامری رئیس قبیلہ عامر بھی آیا ہو اور اس نے ان کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات کی ہو۔ چنانچہ تاریخی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ مجھے اہلِ نجد کی طرف سے اطمینان نہیں ہے اور پھر اس کا یہ جواب دینا کہ

آپؐ کوئی فکر نہ کریں۔ میں اس کا ضامن ہوتا ہوں کہ آپؐ کے صحابہ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ابوبَرَاء کے ساتھ رِعْلا ورذَکْوَان کے لوگ بھی آئے تھے جن کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فکر مند تھے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر 4ہجری میں مُنذِر بن عَمرو انصاری کی امارت میں صحابہ کی ایک پارٹی روانہ فرمائی۔ یہ لوگ عموماً انصار میں سے تھے اور تعداد میں ستر تھے اور قریباً سارے کے سارے قاری یعنی قرآن خوان تھے جو دن کے وقت جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے ان کی قیمت پر اپنا پیٹ پالتے اور رات کا بہت سا حصہ عبادت میں گزار دیتے تھے۔ جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے جو ایک کنوئیں کی وجہ سے بئر معونہ کے نام سے مشہور تھا تو اُن میں سے ایک شخص حَرَام بن مِلْحَان جو انس بن مالک کے ماموں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوتِ اسلام کا پیغام لے کر قبیلہ عامر کے رئیس اور ابوبَرَاء عامری کے بھتیجے عامر بن طُفَیل کے پاس آگے گئے اور باقی صحابہ پیچھے رہے۔ جب حَرَام بن مِلْحَان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے طور پر عامر بن طُفَیل اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے شروع میں تو منافقانہ طور پر آؤ بھگت کی لیکن جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور اسلام کی تبلیغ کرنے لگے تو ان میں سے بعض شریروں نے کسی آدمی کو اشارہ کر کے اس بے گناہ ایلچی کو پیچھے کی طرف سے نیزہ کا وار کر کے وہیں ڈھیر کر دیا۔ اس وقت حَرَام بن مِلْحَان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ! فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔ یعنی ’’اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔‘‘ عامر بن طُفَیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے قتل پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اس کے بعد اپنے قبیلہ بنو عامر کے لوگوں کو اکسایا کہ وہ مسلمانوں کی بقیہ جماعت پر حملہ آور ہو جائیں مگر انہوں نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ ہم ابوبَرَاء کی ذمہ داری کے ہوتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ نہیں کریں گے۔ اس پر عامر نے قبیلہ سُلَیم میں سے بنو رِعْل اور ذَکْوَان اور عُصَیَّہ وغیرہ کو (وہی جو بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد بن کر آئے تھے) اپنے ساتھ لیا اور یہ سب لوگ مسلمانوں کی اس قلیل اور بے بس جماعت پر حملہ آور ہو گئے۔ مسلمانوں نے جب ان وحشی درندوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو ان سے کہا کہ ہمیں تم سے کوئی تعرض نہیں ہے۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک کام کیلئے آئے ہیں اور ہم تم سے لڑنے کیلئے نہیں آئے۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ ان صحابیوں میں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے صرف ایک شخص بچا جو پاؤں سے لنگڑا تھا اور پہاڑی کے اوپر چڑھ گیا ہوا تھا۔ اس صحابی کا نام کعب بن زید تھا اور بعض روایات سے پتہ لگتا ہے کہ کفار نے اس پر بھی حملہ کیا تھا جس سے وہ زخمی ہوا اور کفار اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے مگر دراصل اس میں جان باقی تھی اور وہ بچ گیا۔

صحابہ کی اس جماعت میں سے دو شخص یعنی عمرو بن اُمَیَّہ ضَمْرِی اور مُنذِر بن محمد اس وقت اونٹوں وغیرہ کے چرانے کیلئے اپنی جماعت سے الگ ہو کر ادھر ادھر گئے ہوئے تھے انہوں نے دُور سے اپنے ڈیرہ کی طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ وہ ان صحرائی اشاروں کو خوب سمجھتے تھے۔ فوراً تاڑ گئے کہ کوئی لڑائی ہوئی ہے۔ واپس آئے تو ظالم کفار کے کشت وخون کا کارنامہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ دُور سے ہی یہ نظارہ دیکھ کر انہوں نے فوراً آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ایک نے کہا کہ ہمیں یہاں سے فوراً بھاگ نکلنا چاہئے اور مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینی چاہئے مگر دوسرے نے اس رائے کو قبول نہ کیا اور کہا کہ میں تو اس جگہ سے بھاگ کر نہیں جاؤں گا جہاں ہمارا امیر مُنذِر بن عمرو شہید ہوا ہے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھ کر لڑا اور شہید ہوا اور دوسرے کو جس کا نام عمرو بن اُمَیَّہ ضَمْرِی تھا کفار نے پکڑ کر قید کر لیا اور غالباً اسے بھی قتل کر دیتے مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ قبیلہ مُضَر سے ہے تو عامر بن طفیل نے عرب کے دستور کے مطابق اس کے ماتھے کے چند بال کاٹ کر اسے رہا کر دیا اور کہا کہ میری ماں نے قبیلہ مُضَر کے ایک غلام کے آزاد کرنے کی منت مانی ہوئی ہے میں تجھے اس کے بدلے میں چھوڑتا ہوں۔ گویا ان ستر صحابہ میں صرف دو شخص بچے۔ ایک یہی عمرو بن اُمَیَّہ ضَمْرِی اور دوسرے کعب بن زید جسے کفار نے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔

بئر معونہ کے موقعہ پر شہید ہونے والے صحابہ میں حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام اور اسلام کے دیرینہ فدائی عامر بن فُہَیرہ بھی تھے۔ انہیں ایک شخص جَبَّار بن سَلْمٰی نے قتل کیا تھا۔ جَبَّار بعد میں مسلمان ہو گیا اور وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ یہ بیان کرتا تھا کہ جب میں نے عامر بن فُہَیرہ کو شہید کیا تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا فُزْتُ وَاللّٰہِ۔ یعنی ’’خدا کی قسم میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا ہوں۔‘‘ جَبَّار کہتے ہیں کہ میں یہ الفاظ سن کر متعجب ہوا کہ میں نے تو اس شخص کو قتل کیا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں مراد کو پہنچ گیا ہوں۔ یہ کیا بات ہے۔ چنانچہ میں نے بعد میں لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی تو مجھے معلوم ہوا کہ مسلمان لوگ خدا کے رستے میں جان دینے کو سب سے بڑی کامیابی خیال کرتے ہیں اور اس بات کا میری طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ آخر اسی اثر کے ماتحت میں مسلمان ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو واقعہ رجیع اور واقعہ بئر معونہ کی اطلاع قریباً ایک ہی وقت میں ملی اور آپؐ کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔ حتی کہ روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ ایسا صدمہ نہ اس سے پہلے آپؐ کو کبھی ہوا تھا اور نہ بعد میں کبھی ہوا۔ واقعی قریباً اسّی صحابیوں کا اس طرح دھوکے کے ساتھ اچانک مارا جانا اور صحابی بھی وہ جو اکثر حفاظِ قرآن میں سے تھے اور ایک غریب بے نفس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ عرب کے وحشیانہ رسم ورواج کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو یہ خبر گویا اسّی بیٹوں کی وفات کی خبر کے مترادف تھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ ایک روحانی انسان کیلئے روحانی رشتہ یقیناً اس سے بہت زیادہ عزیز ہوتا ہے جتنا کہ ایک دنیا دار شخص کو دنیاوی رشتہ عزیز ہوتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حادثات کا سخت صدمہ ہوا مگر اسلام میں بہرصورت صبر کا حکم ہے آپؐ نے یہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور پھر یہ الفاظ فرماتے ہوئے خاموش ہو گئے کہ ھٰذَا عَمَلُ اَبِیْ بَرَّاءَ وَقَدْ کُنْتُ لِھٰذَا کَارِھًا مُتَخَوِّفًا یعنی ’’یہ ابوبَرَاء کے کام کا ثمرہ ہے ورنہ میں تو ان لوگوں کے بھجوانے کو پسند نہیں کرتا تھا اور اہل نجد کی طرف سے ڈرتا تھا۔‘‘ (سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اےؓ صفحہ 517 تا 521)

پھر ذکر ہے حضرت سعد بن خَولہؓ کا۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ بنو مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے تھا۔ بعض کے نزدیک آپ بنو عامر کے حلیف تھے۔ آپ اہل فارس میں سے ہیں جو کہ یمن میں آ کر آباد ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جزء2، صفحہ 427، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

عامر بن سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر میری اس بیماری میں عیادت فرمائی جس میں مَیں موت کے کنارے پر پہنچ گیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میری تکلیف جس حد تک پہنچ چکی ہے وہ آپؐ دیکھ رہے ہیں۔ میں مالدار ہوں اور میرا وارث سوائے میری اکلوتی بیٹی کے کوئی نہیں ہے۔ کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: کیا میں اس کا نصف صدقہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ تیسرا حصہ کر دو اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہارا اپنے وارثوں کو اچھی حالت میں چھوڑنا انہیں محتاج چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے جو بھی خرچ کرو گے تمہیں اس کا اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ ایک لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو اس کا بھی اجر ہے۔

وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑا جاؤں گا؟ یہاں فوت ہو جاؤں گا مَیں؟ آپ نے فرمایا تم پیچھے چھوڑے نہ جاؤ گے مگر جو نیک عمل کرو گے جس کے ذریعہ تم اللہ کی رضا چاہو تو تم اس کے ذریعہ درجہ اور رفعت میں زیادہ ہو گے اور بعید نہیں کہ تم پیچھے چھوڑے جاؤ۔ یعنی لمبی عمر دیے جاؤ گے یہاں تک کہ قومیں تجھ سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ دوسری نقصان بھی اٹھائیں۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت پوری فرما اور انہیں ان کی ایڑھیوں کے بل نہ لوٹانا۔ لیکن بیچارہ سعد بن خَولہ۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دکھ کا اظہار فرمایا کیونکہ وہ ہجرت کے بعد مکے میں فوت ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولہ کیلئے افسوس کرتے تھے کہ وہ مکے میں مر گئے۔ یہ اس لیے کہ جس نے مکے سے ہجرت کی اس کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے تھے کہ وہ وہاں واپس آئے یا اس میں حج اور عمرہ ادا کرنے سے زیادہ قیام کرے۔ (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث، حدیث 4209) (الطبقات الکبریٰ، جزء3، صفحہ 312، سعد بن خولہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

اسماعیل بن محمد بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائب بن عمیر القاری کو حکم فرمایا کہ اگر سعد بن خولہ مکہ میں وفات پا جائیں تو انہیں مکے میں دفن نہ کیا جائے۔

(الاصابہ، جلد3، صفحہ 21، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

اور ایک روایت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مکے میں وفات پا جائیں تو انہیں مکے میں دفن نہ کیا جائے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، جزء8، صفحہ 485، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

حضرت سعد بن خولہؓ جب حجۃ الوداع کے موقع پر فوت ہوئے تو ان کی زوجہ حاملہ تھیں۔ ان کی وفات پر زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ان کا وضع حمل ہو گیا۔ بچے کی پیدائش ہونے والی تھی۔ وفات سے کچھ عرصہ کے بعد بچہ کی پیدائش ہو گئی۔ روایات میں آتا ہے کہ پچیس راتوں یا اس سے بھی کم وقت کے بعد وضع حمل ہو گیا۔ جب وہ نفاس سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے نکاح کا پیغام دینے والوں کیلئے سنگھار کیا۔ ان کے پاس ابوسَنَابِل بن بَعْکَک جو بنی عبدالدار کے ایک شخص تھے آئے۔ بَعْکَک نے ان سے کہا کہ کیا بات ہے میں تمہیں بنا سنورا دیکھتا ہوں۔ شاید تمہارا ارادہ نکاح کرنے کا ہے۔ اللہ کی قسم! تم نکاح نہیں کر سکتی جب تک تم پر چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔ سُبَیْعَہ کہتی ہیں جب اس نے مجھ سے یہ کہا تو میں نے شام کے وقت کپڑے پہنے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ سے اس بارے میں پوچھا۔ آپؐ نے مجھے فتویٰ دیا کہ جب میں نے وضع حمل کیا تو حلال ہو گئی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو شادی کر سکتی ہوں۔ (صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب انقضاء عدۃ المتوفی عنھا...... حدیث 3722) (استیعاب، جلد4، صفحہ 1859، مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء)

بعض مسائل کا بھی ان سے پتا لگ جاتا ہے۔ پھر حضرت اَبُوالْہَیْثَم بن اَلتَّیِّہَانؓ ہیں۔ ان کا ذکر یہ ہے کہ ان کے بھائی کا نام حضرت عُبَید بن عُبَید یا حضرت عَتِیک بن اَلتَّیِّہَان تھا۔ جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ، جزء3، صفحہ 341 تا 343، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوالہیثمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں سب سے پہلے بیعت کرنے والا ہوں۔ ہم کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اس بات پر بیعت کرو جس پر بنی اسرائیل نے موسیٰ کی بیعت کی۔

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، جلد4، صفحہ 196، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالہیثمؓ اور حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ کو قبیلہ بنی عبدالاَشْہَل پر نقیب مقرر فرمایا تھا۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، جزء7، صفحہ 365، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

آپؓ جنگ میں دو تلواریں لٹکایا کرتے تھے اس وجہ سے آپؓ کو ذوالسیفین بھی کہا جاتا ہے۔

(الاستیعاب، جزء2، صفحہ 477، دار الجیل بیروت 1992ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ’’جنگِ صِفّین میں حضرت علیؓ کی طرف سے ہو کر لڑے اور شہادت پائی۔‘‘ (سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اےؓ صفحہ 230)

پھر ذکر ہے حضرت عاصِم بن ثابتؓ کا۔ حضرت عاصمؓ کے ایک بیٹے محمد تھے جو کہ ہند بنتِ مالک کے بطن سے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء3، صفحہ 352، عاصمؓ بن ثابت، دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء)

جنگِ احد میں جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے ان کے بارے میں ایک آیت کی تشریح میں حضرت خلیفہ رابعؒ نے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت امام رازی چودہ آدمیوں کے متعلق قطعی شہادت پیش کرتے ہیں کہ نام بنام وہ لوگ موجود تھے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ کسی حالت میں نہیں چھوڑا۔ ان کے ناموں میں جو نام درج ہیں ان میں مہاجرین میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ ...... شیعہ یہی کہتے ہیں صرف حضرت علیؓ تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ تھے۔ انصار میں سے خباب بن منذرؓ، حضرت ابودُجانہؓ، حضرت عاصم بن ثابتؓ، حضرت حارث بن صِمّہؓ، ہیں شاید حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ اور اسی طرح اُسَید بن حُضَیرؓ بھی۔ حضرت سعد بن معاذؓ وغیرہ بھی تھے۔ یہ بھی ذکر آتا ہے کہ آٹھ وہ تھے جنہوں نے موت پر قسم کھائی تھی۔ تین مہاجرین میں سے تھے اور پانچ انصار میں سے تھے اور یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے خدام کی ضرورت تھی اس لئے آٹھ کے آٹھ جنہوں نے موت پر قسم کھائی تھی ان میں سے ایک بھی شہید نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ان کی غیر معمولی طور پر حفاظت کا نظارہ تھا۔

(ماخوذ از درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع 20/فروری 1994ء زیر آیت انما استزلھم الشیطان)

پھر اگلا ذکر ہے حضرت سَہْلِ بنِ حُنَیف انصاریؓ کا۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سو اونٹ اور اونٹنیاں اور دو گھوڑے تھے ان میں سے ایک پر حضرت مقداد بن اسودؓ سوار تھے اور دوسرے پر حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ راستے میں ان اونٹنیوں پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ اور حضرت مَرثَد بن ابی مَرثَد غنویؓ جو حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے حلیف تھے یہ سب باری باری ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

(معجم الاوسط للطبرانی، جزء5، صفحہ 324، حدیث 5438 دار الحرمین بیروت 1995ء)

احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہنے والوں میں حضرت سَہْلِ بنِ حُنَیفؓ کا بھی ذکر ملتا ہے۔

یُسَیر بن عَمْرو سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو فرقہ حَرُورِیّہ یعنی خارجی کے متعلق آپؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تم سے صرف اتنا بیان کرتا ہوں کہ جو میں نے سنا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کروں گا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قوم کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے جو یہاں سے نکلے گی اور انہوں نے عراق کی طرف اشارہ کیا۔ وہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہوں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کوئی علامت بھی ذکر فرمائی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا میں نے جو سنا تھا وہ یہی ہے۔ میں اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ (مسند احمد، جلد25، صفحہ 351، حدیث سَہْلِ بن حُنَیف روایت 15977، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت) جو بات سنی تھی وہ بتا دی اب خود اندازہ لگا لو۔

عُمَیر بن سعید سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ کی نماز جنازہ پڑھی اور اس پر پانچ تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسی تکبیر ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ سَہْلِ بن حُنَیف ہیں جو اہلِ بدر میں سے ہیں اور اہلِ بدر کو غیر اہلِ بدر پر فضیلت ہے۔

میں نے چاہا کہ تمہیں ان کی فضیلت سے آگاہ کر دوں۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد3، صفحہ 360، ومن بنی حنش بن عوف...... سَہْلِ بن حُنَیف، دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء) زائد تکبیریں پڑھ کے۔

پھر حضرت جَبّار بن صخرؓ کا ذکر ہے۔ سریہ حضرت علیؓ بطرف بنوطَیٍّ جو ربیع الآخر نو ہجری میں ہوا تھا، اسکے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ڈیڑھ سو افراد کے ہمراہ بنوطَیٍّ کے بت فُلُس کو گرانے کیلئے روانہ فرمایا۔ بنوطَیٍّ کا علاقہ مدینہ کے شمال مشرق میں واقع تھا۔ آپ نے اس سَرِیّے کیلئے حضرت علیؓ کو ایک کالے رنگ کا بڑا جھنڈا دیا اور سفید رنگ کا چھوٹا پرچم عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ صبح کے وقت آلِ حاتم پر حملہ آور ہوئے اور ان کے بت فُلُس کو منہدم کر دیا۔ حضرت علیؓ بنوطَیٍّ سے بہت سارا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر مدینہ واپس آئے۔ (الطبقات الکبریٰ، جزء2، صفحہ 124، سریہ علی بن ابی طالب الی الفلس صنم طیّ ءلیھدمہ، دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء) (موسوعۃ کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، جلد 1، صفحہ 19، مکتبۃ لبنان ناشرون بیروت۔ از مکتبۃ الشاملۃ)

اس سَرِیّے میں لواء حضرت جَبّار بن صَخْرؓ کے پاس تھا۔ اس سریے میں حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں سے رائے مانگی تو حضرت جبار بن صخرؓ نے کہا کہ رات ہم اپنی سواریوں پر سفر کرتے ہوئے گزاریں اور صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیں۔ حضرت علیؓ کو آپ کی یہ بات پسند آئی۔ (تاریخ دمشق الکبیر، جلد73، صفحہ 146، سفانہ بنت حاتم الطائیہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت 2001ء) (امتاع الاسماع، جزء2، صفحہ 45-46، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 1999ء)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑ کے اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر حضرت جبار بن صخرؓ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد2، صفحہ 302، دار الکتب العلمیة بیروت 2010ء)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عُمیر بن ابی وقاصؓ کو عمرو بن عبدوِدّ نے شہید کیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد3، صفحہ 110-111، دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء)

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ کو عاص بن سعید نے شہید کیا تھا۔

(البدایہ والنھایہ، جزء5، صفحہ 252، مطبوعہ دار ھجر بیروت 1997ء)

ہاں یہ ذکر جو ہو گیا حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ کا ذکر ہے۔ صَخْر کا تو ختم ہو گیا تھا۔ ان کے بارے میں یہ روایت ہے جو رہ گئی تھی کہ ان کو عمرو بن عبدوِدّ نے شہید کیا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ کو عاص بن سعید نے شہید کیا تھا۔

پھر حضرت قُطْبَہؓ ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ صفر 9/ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ خَثْعم کی ایک شاخ کی طرف بھیجا جو تَبَالَہ کے نواح میں تھے۔ آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک دم سے ان پہ حملہ کریں۔ یہ اصحاب دس اونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جنہیں باری باری استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس سے پوچھ گچھ کی تو وہ ان کے سامنے گونگا بن گیا اور پھر موقع پا کر چیخ چیخ کر اپنے قبیلہ والوں کو متنبہ کرنے لگا۔ اس پر انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر حضرت قُطْبَہؓ اور آپؓ کے ساتھیوں نے انتظار کیا اور جب وہ لوگ، قبیلہ والے سو گئے تو ان پر بھرپور حملہ کیا۔ شدید لڑائی ہوئی۔ دونوں فریقوں میں سے کئی افراد زخمی ہو گئے۔ حضرت قطبہؓ نے کئی لوگوں کو قتل کیا۔ پھر ان کے چوپائے، بکریاں اور عورتیں مدینہ لے آئے۔ خُمس نکالنے کے بعد ہر ایک کے حصہ میں چار چار اونٹ آئے اور تب ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر ہوتا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد2، صفحہ 122-123، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء)

امام بغوی کہتے ہیں کہ حضرت قُطْبَہ بن عامرؓ سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔

(معجم الصحابہ للبغوی، جلد5، صفحہ 66، مکتبۃ دار البیان کویت)

بہرحال صحابہ کا یہ ذکر جو مَیں کرنا چاہتا تھا وہ یہاں ختم ہوا۔

اس کے ساتھ ہی میں ایک تو یہ ہے کہ پاکستان کے احمدیوں کیلئے دعا کیلئے کہنا چاہتا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان پہ جو سخت حالات ہیں وہاں آسانیاں پیدا کرے اور انصاف کرنے والوں، قانون نافذ کرنے والوں اور خدا اور اس کے رسولؐ کے نام پر ظلم کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ عقل دے یا ان پر پکڑ کے سامان کرے۔

دوسرے برکینا فاسو کیلئے بھی دعا کریں وہاں بھی ابھی سختیاں ہیں اور جو دہشت گرد ہیں، شدّت پسند ہیں ان کے وہی عمل ہیں کہ اللہ اور رسولؐ کے نام پر ظلم کر رہے ہیں۔

پھر الجزائر کے لوگوں کیلئے بھی، وہاں بھی بعض حکومتی کارندے یا عدالتیں جو ہیں احمدیوں سے غلط قسم کے ظلم روا رکھ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ خاص طور پر دعاؤں اور صدقات پر بہت زیادہ زور دیں۔ اللہ تعالیٰ مخالفین کے شر سے ہر ایک کو بچائے۔

مَیں جمعہ کی نماز کے بعد بعض جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ اس کے بعد ان کا ذکر کر دیتا ہوں۔

پہلا ذکر ہے مکرم محمد رشید صاحب شہید کا جو چودھری بشارت احمد صاحب گوٹریالہ ضلع گجرات کے بیٹے تھے۔ ان کو دو معاندینِ احمدیت نے ان کے گھر آ کر 19/فروری کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بوقت شہادت مرحوم کی عمر 70 سال سے زائد تھی۔

تفصیلات کے مطابق مکرم محمد رشید صاحب اپنے گھر گوٹریالہ ضلع گجرات میں اکیلے رہائش پذیر تھے جہاں انہوں نے علاقے کے لوگوں کی سہولت کیلئے فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری بنا رکھی تھی جس سے گاؤں اور ارد گرد کے

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں

جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (البقرۃ:184)

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرہ:187)

میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے،

پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں

طالب دعا: شیخ دیدار احمد صاحب، فیملی و مرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ، صوبہ اڈیشہ)

لوگ استفادہ کرتے تھے۔ گاؤں کے دو مقامی نوجوان دوائی لینے کے بہانے ان کے گھر میں قائم ڈسپنسری میں داخل ہوئے اور فائرنگ کردی۔ بتایا جاتا ہے گولی چلانے والا حملہ آور حافظ قرآن بھی تھا جس کی ایک گولی شہید مرحوم کے ماتھے پر لگی جس سے مکرم محمد رشید صاحب کی موقع پر ہی وفات ہوگئی۔ وقوعہ کے بعد حملہ آور فرار ہو گئے۔ شہید مرحوم کے ایک ملازم کے چند منٹ بعد موقع پر پہنچنے پر وقوعہ کا علم ہوا۔ وقوعہ کا مقدمہ متعلقہ پولیس سٹیشن میں درج کیا گیا۔ بعد میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ان دو حملہ آوروں میں سے ایک کی نعش قریبی کھیتوں سے ملی جو حافظ قرآن تھا جس کی موت کے بارے میں پولیس الگ سے تحقیق کر رہی ہے جبکہ دوسرے حملہ آور کو پولیس نے حراست میں لے لیا ہے۔ یہاں کم از کم یہ ہوا ہے کہ پولیس نے حراست میں لیا ہے۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت منشی سلطان عالم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے سے ہوا جو گوٹریالہ ضلع گجرات کے ہی رہنے والے تھے اور مقامی سکول میں بطور مدرس تعینات تھے۔ آپ نے گوٹریالہ سے 1906ء میں قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت پائی تھی۔ شہید مرحوم میٹرک کے بعد آرمی میں چلے گئے۔ چند سال بعد آرمی چھوڑ دی اور کچھ عرصہ بعد 84ء، 85ء میں فیملی سمیت ناروے منتقل ہوگئے۔ ناروے کی سٹیزن شپ (citizenship) کے باوجود 2008ء میں ناروے سے واپس آبائی گاؤں میں چلے گئے اور ناروے آنا جانا رہتا تھا۔ آبائی گاؤں میں زمیندارہ کے ساتھ علاقے کے لوگوں کی خدمت کیلئے فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری شروع کی تھی۔ یہ سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ شہید مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ بوقتِ شہادت بحیثیت سیکرٹری اصلاح وارشاد گوٹریالہ خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ نہایت ملنسار، محبت کرنے والے تھے۔ ہر ایک سے اپنائیت اور دوستی کا تعلق تھا۔ خدمتِ خلق کا جذبہ نمایاں تھا۔ بلاتمیز مذہب ضرورت مندوں کی مالی اور اخلاقی معاونت کرتے تھے۔ خلافت سے عشق تھا۔ مہمان نوازی نمایاں وصف تھا۔ بالخصوص مرکزی مہمانان کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ نمازوں کے پابند اور گاہے بگاہے علاقے میں فری میڈیکل کیمپ کا انتظام کرتے تھے۔

ان کے بھتیجے رافع احمد صاحب مربی آئیوری کوسٹ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شہید مرحوم ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہونے کے علاوہ اچھے داعی الی اللہ اور نہایت غریب پرور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ خطباتِ جمعہ باقاعدگی سے سنتے اور سیکیورٹی کے حوالے سے بڑے محتاط بھی تھے۔ کچھ عرصہ قبل شہید مرحوم کی اہلیہ پروین اختر صاحبہ نے ناروے میں ایک خواب دیکھی کہ شہید مرحوم پر حملہ ہوا ہے اور کوئی جان لینے کی کوشش کرتا ہے۔ تو انہوں نے بہر حال ان کو احتیاط کرنے کیلئے کہا تھا۔ شہید مرحوم کے پسماندگان میں اہلیہ پروین اختر صاحبہ حال مقیم ناروے اور دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں جن میں سے ایک بیٹی پاکستان میں ہے اور باقی مختلف ملکوں میں مقیم ہیں۔

مبلغ انچارج ناروے شاہد محمود کاہلوں صاحب لکھتے ہیں کہ انتہائی شریف النفس اور سادہ انسان تھے۔ ناروے میں ہومیو پیتھک دوائیوں کے ساتھ لوگوں کی خدمت کرتے رہے اور اب ریٹائرمنٹ کے بعد تقریباً بارہ تیرہ سال سے پاکستان میں اپنے گاؤں میں مقیم تھے۔ لوگوں کی خدمت کر رہے تھے۔ اس دوران وقتاً فوقتاً ناروے بھی آتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ مریضوں کی مدد کے لیے ہر وقت تیار رہتے اور گھر جا کر بھی دوائی دے آتے تھے۔ ان کی اہلیہ آپ کے عزیزوں میں سے تھیں۔ انہوں نے پہلے بیعت نہیں کی تھی لیکن اپنے میاں کی مخالفت بھی نہیں کی بلکہ سب بچوں کی شادیاں احمدی گھروں میں کیں۔ آخری مرتبہ جب اکتوبر 2018ء میں ناروے آئے تو اہلیہ کی بیعت بھی کروائی اور کہتے تھے کہ میں اسی غرض سے آیا ہوں تا کہ اہلیہ کی بیعت کروا سکوں۔ کہتے کہ وہاں پاکستان میں مخالفت بہت زیادہ ہے۔ دھمکیاں بھی ملتی ہیں لیکن وہاں غربت بہت ہے اور لوگ دوائیاں نہیں خرید سکتے۔ میری وجہ سے غریبوں کو فری علاج میسر ہے اور ان کی مدد ہو رہی ہے اور مجھے موت کا ڈر نہیں وہ تو ایک دن آنی ہے۔ احمدی تو پھر بھی خدمت کر رہے ہیں (اور چاہتے ہیں) کہ انسانیت کی خدمت کرتے رہیں اور بے دھڑک ہو کے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مکرم محمد رشید صاحب شہید سے مغفرت کا اور رحمت کا سلوک فرمائے اور شہید مرحوم کے پسماندگان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جو ذکر ہے بلکہ دو لوگ ہیں اس میں مکرمہ اَمانی بَسَّام مَجْلاوِی صاحبہ اور عزیزم صلاح عبدالمعین قُطَیش اسکندرون ترکی سے ہیں۔

مربی سلسلہ وصدر جماعت صادق صاحب لکھتے ہیں کہ 6/فروری 2023ء کو ترکی میں جو دو بڑے زلزلے آئے تھے ان میں دو احمدیوں کی بھی وفات ہوئی ہے جو کہ ماں بیٹا تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اسکے علاوہ زلزلے سے عمومی طور پر سب احمدی اللہ کے فضل سے محفوظ رہے ہیں تاہم بعضوں کو چھوٹی موٹی چوٹیں لگی ہیں۔

وفات پانے والوں میں سے ایک تیئس سالہ Syrian احمدی خاتون مکرمہ اَمانی بسام مَجْلاوِی صاحبہ کا تعلق جماعت اسکندرون سے تھا۔ یہ عبدالمعین قُطَیش صاحب کی اہلیہ اور اسکندرون جماعت کے صدر جماعت مکرم صلاح قُطَیش ابوخالد صاحب کی بہو تھیں۔ امانی صاحبہ نے عرصہ تقریباً دو ماہ قبل اپنے خاوند کے ساتھ بیعت کی تھی۔ ان کے سسر مکرم صلاح قُطَیش صاحب نے بتایا کہ زلزلے سے ایک دن پہلے ہی انہوں نے اَمانی سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے گھر والوں کو بتا دیا ہے کہ تم نے بیعت کر لی ہے؟ تو امانی صاحبہ نے کہا کہ جی ہاں! اب میں نے اپنی امی ابا کو اپنے احمدی ہونے کی اطلاع دے دی ہے۔ صلاح صاحب کا کہنا ہے کہ امانی صاحبہ اس بات پر بہت خوش تھیں کہ ان کے والدین نے ان کے احمدیت قبول کرنے پر کوئی شدید ردّ عمل نہیں دکھایا اور مخالفت نہیں کی۔ ان کے ساتھ تین سالہ بیٹا عزیزم صلاح بھی وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ دونوں ملبے کے نیچے دب گئے تھے اور انہیں دو دن بعد نکالا جا سکا۔ تب تک ان کی وفات ہو چکی تھی۔ اَمانی صاحبہ نے اپنے پیچھے خاوند مکرم عبدالمعین قُطَیش صاحب کے علاوہ چھ سالہ بیٹی عبیرہ بھی یادگار چھوڑے ہیں۔

شمس الدین مالاباری صاحب مربی سلسلہ کبابیر ہیں، کہتے ہیں کہ امانی صاحبہ اور ان کے میاں عبدالمعین قُطَیش صاحب کی فیملی سیریا سے ہجرت کر کے ترکی آئی تھی۔ امانی صاحبہ نہایت مخلص خدمت گزار اور قناعت پسند خاتون تھیں۔ بیعت کی اہمیت پر آگاہی حاصل کرنے کے بعد بیعت کرنے میں تاخیر نہیں کی بلکہ اپنے خاوند اور بھائیوں کو بھی حوصلہ دیتی رہیں۔ کہتے ہیں کہ میری اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے یہ خاص طور پر نوٹ کیا کہ مرحومہ اپنے سسرال کے تمام افراد کو ساتھ لے کر چلتی تھیں اور سب کے ساتھ ان کا نہایت پیار اور محبت کا سلوک تھا۔ بیعت والے دن بہت خوش تھیں اور ہمیں انہوں نے بہت اخلاص کے ساتھ الوداع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

تیسرا جو ذکر ہے جن کا جنازہ پڑھوں گا وہ ہیں مقصود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ جو 15/فروری کو ہارٹ اٹیک سے 53 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے والد مکرم چودھری جان محمد صاحب نے 1974ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ 1991ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے مبشر کی ڈگری لے کر فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کے تحت پاکستان کے مختلف شہروں میں یہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ 1998ء سے 2006ء تک مشرقی افریقہ کینیا میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد پھر پاکستان میں ہی آ گئے اور آجکل مربی ضلع کوئٹہ کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ناظر اصلاح وارشاد صاحب نے بھی لکھا ہے کہ بڑے مخلص اور وفا سے کام کرنے والے بڑی محنت سے کام کرنے والے مربی تھے۔

مربی سلسلہ کوئٹہ عبدالوکیل صاحب لکھتے ہیں کہ واقفین کا بہت احترام کرنے والے تھے۔ مرحوم کو جس بات کا علم نہیں ہوتا تھا بلا ہچکچاہٹ میرے سے پوچھ لیتے تھے جبکہ خاکسار ان سے عمر میں کافی چھوٹا تھا۔ مرحوم نے ایک عرصہ کینیا میں گزارا اور ہمیشہ ان کی باتوں میں کینیا کا ذکر ضرور ہوتا اور کینیا اور کینیا کے لوگ گویا کہ ان کے دل میں گھر کر گئے تھے۔ مرحوم اکثر کہا کرتے تھے کہ کینیا کے لوگ اخلاص میں بہت آگے ہیں اور بہت محبت کرنے والے ہیں۔

فرید مبارک صاحب قائد مجلس ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ انتہائی نفیس، پاکباز، دین کے فدائی، جماعت کی خاطر اپنے آپ کو قربان کرنے والے، خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والے انسان تھے۔ کہتے ہیں جب مجھے معلوم ہوا کہ بہت سینئر مربی کا یہاں کوئٹے میں تبادلہ ہو گیا ہے تو میں بڑا خوش ہوا کہ کوئٹہ کی جماعت کو اس کی ضرورت تھی۔ کہتے ہیں پہلی ملاقات میں ہی انہوں نے خاکسار کا دل موہ لیا۔ جس دن انہوں نے ضلع کوئٹہ کی مسجد میں پہلا خطبہ دیا تو ہر سننے والے نے ان کی تعریف کی۔ بہت مہمان نواز تھے۔ ہر ایک کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتے۔ بھرپور خدمت کرتے۔ ان کے دل میں جماعت کیلئے جو درد تھا وہ ان کی آنکھوں سے عیاں تھا۔ جب تقریر کرتے تو ایسا جوش، ولولہ ان کے انداز میں ہوتا تھا کہ سننے والے کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔ اجلاسات اور دورہ جات میں شامل ہوتے اور ہر ملنے والے کے دل میں جماعت کیلئے فکر پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے۔ ان کے پاس جماعتی علم کا بھی بے پناہ خزانہ تھا۔ عاجزی اس قدر تھی کہ ایسا عاجز انسان کہتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ پھر کہتے ہیں کہ گذشتہ جمعہ جس سے اگلے دن ان کی وفات ہوئی ہے ان کے چہرے پر ایک الگ طرح کا نور تھا۔ جب میری ان پر نظر پڑی تو میں نے ناظم عمومی صاحب کے سامنے مربی صاحب سے اظہار کیا کہ آج تو وہ بہت خوبصورت لگ رہے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ان کا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان سب کے جنازے ان شاء اللہ ابھی پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی ﷺ

جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا
اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔
(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہاز)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی ﷺ

جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور
اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔
(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتسابا من الایمان، حدیث 38)

طالب دعا: سید عارف احمد، والد ووالدہ مرحومہ اور فیملی ومرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

خطبہ جمعہ

قرآنِ کریم کی پیروی سے انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے

جس گہرائی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں قرآن کریم کے مقام اور اہمیت سے آگاہی دی ہے وہی ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور قرآنی تعلیم پر عمل کرنے کا فہم و ادراک دیتی ہے

’’اگرچہ میں دنیا کے تمام نبیوں کا ادب کرتا ہوں اور ان کی کتابوں کا بھی ادب کرتا ہوں مگر زندہ دین صرف اسلام کو ہی مانتا ہوں کیونکہ اس کے ذریعہ سے میرے پر خدا ظاہر ہوا‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

’’میرے نزدیک مذہب وہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور زندہ اور تازہ قدرتوں کے نظارے سے خدا کو دکھلاوے ورنہ صرف دعویٰ صحت مذہب ہیچ اور بلا دلیل ہے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اگر ہم قرآن کریم کو مانتے ہیں اور پھر اصلاح نہیں ہوتی تو اس میں ہمارا قصور ہے کیونکہ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کامل پیروی ضروری ہے، کامل پیروی اگر نہیں کریں گے تو کس طرح اصلاح ہوگی، اس پر عمل نہیں کریں گے تو کس طرح اصلاح ہوگی، پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم کامل پیروی کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے

حقیقت میں روح کی تسلی اور سیری کا سامان اور وہ بات جس سے روح کی حقیقی احتیاج پوری ہوتی ہے قرآن کریم ہی میں ہے، آج یہ ہم احمدیوں کا کام ہے کہ ہم اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہوئے اس تعلیم کی خوبیوں کو اپنے قول و فعل سے کر کے دکھائیں، عمل کر کے دکھائیں، دنیا کو بتائیں کہ قرآن کریم ہی ہے جو ہر قسم کی بیماریوں کا علاج ہے اور اس کو بھیجنے والا وہ خدا ہے جس نے اسے بامقصد بنا کر دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات و تحریرات کی روشنی میں قرآن کریم کی خصوصیات، مقام اور اہمیت کا ذکر

مخالفانہ حالات کے پیش نظر بنگلہ دیش، پاکستان، برکینا فاسو اور الجزائر میں بسنے والے احمدیوں کیلئے دعاؤں کی تحریک

اللہ تعالیٰ احمدیوں کو اُن کے شر سے بھی محفوظ رکھے اور ان کی پکڑ کے بھی سامان کرے، اب تو ان کیلئے کوئی ہدایت کی دعا نہیں ہو سکتی اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا والی دعا ہی ہے جو ان کیلئے ہمارے منہ سے نکلتی ہے، دل سے نکلتی ہے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3 /مارچ 2023ء بمطابق 3 /امان 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی جو معرفت ہمیں عطا فرمائی ہے یا اپنی کتب اور ارشادات میں اس معرفت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کیلئے جس انداز میں اسے پیش فرمایا ہے اس حوالے سے میں نے گزشتہ جمعوں میں دو خطبات دیے ہیں۔

قرآن کریم جو معرفت کا خزانہ ہمیں دیتا ہے حقیقت میں یہی ہے جو بندے کو خدا تعالیٰ سے ملاتا ہے۔ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کو پانے کا، اس کا قرب حاصل کرنے کا کوئی اَور ذریعہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

’’قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے بے اُس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے‘‘

(نصرۃ الحق براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 12)

پس یہ وہ نقطہ ہے جسے ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا چاہتے ہیں، اگر ہم اپنی دنیا و عاقبت کو سنوارنا چاہتے ہیں تو یہ چیزیں یاد رکھنی چاہئیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم ہی وہ ذریعہ ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس معرفت کو سمجھنے کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اور مقرر کردہ کسی راہنما کی ضرورت ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

آپؑ نے قرآنِ کریم کے مختلف پہلوؤں پر جس طرح گہرائی میں جا کر روشنی ڈالی ہے اور اس کے حسن سے آگاہ فرمایا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ وہ گذشتہ دو خطبات میں مَیں نے بیان کیا تھا۔ آپ علیہ السلام کے بیان کردہ علم و معرفت کے اس خزانے اور قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھنے کا یہ سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ ابھی کافی مواد اس بارے میں بیان کرنے والا ہے۔ آج بھی اس سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے مَیں قرآن کریم کی خصوصیات اور مقام اور اہمیت کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات و تحریرات کی روشنی میں کروں گا۔

جس گہرائی سے آپؑ نے ہمیں قرآن کریم کے مقام اور اہمیت سے آگاہی دی ہے وہی ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور قرآنی تعلیم پر عمل کرنے کا فہم و ادراک دیتی ہے۔

پس بڑے غور سے ہمیں ان باتوں کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ ہم اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں۔

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ قرآن خدا کا کلام ہے لالہ بھیم سین کے نام ایک خط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں کہ ’’ابھی تھوڑے دن کی بات ہے کہ لیکھرام نامی ایک برہمن جو آریہ تھا، قادیان میں میرے پاس آیا اور کہا کہ وید خدا کا کلام ہے۔ قرآنِ شریف خدا کا کلام نہیں ہے۔ میں نے اُس کو کہا کہ چونکہ تمہارا دعویٰ ہے کہ وید خدا کا کلام ہے مگر میں اُس کو اُس کی موجودہ حیثیت کے لحاظ سے خدا کا کلام نہیں جانتا کیونکہ اُس میں شرک کی تعلیم ہے۔‘‘ جس میں شرک کی تعلیم ہو وہ خدا کا کلام کس طرح ہو سکتا ہے! اور اس کے علاوہ ’’اور کئی اَور ناپاک تعلیمیں ہیں۔ مگر میں قرآنِ شریف کو خدا کا کلام جانتا ہوں کیونکہ نہ اس میں شرک کی تعلیم ہے اور نہ کوئی اَور ناپاک تعلیم ہے۔ اور اُس کی پیروی سے زندہ خدا کا چہرہ نظر آ جاتا ہے اور معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔‘‘ (مکتوباتِ احمدؑ، جلد 1، صفحہ 90)

پس خدا تعالیٰ کے کلام ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ شرک سے پاک ہو اور اس پر عمل کرنے سے خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر آئے۔

قرآنِ کریم نے کس طرح خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس بات کو صحابہؓ کی زندگیوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ’’قرآنی تعلیم کا صحابہ کرامؓ پر اثر‘‘ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جو صدرِ اسلام کا وقت تھا اس زمانہ پر ایک وسیع نظر ڈال کر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے کیونکر ایمان لانے والوں کو مذکورہ بالا ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا کیونکہ ایمان لانے والے اپنی ابتدائی حالت میں اکثر ایسے تھے کہ جس حالت کو وہ ساتھ لے کر آئے تھے وہ حالت جنگلی وحشیوں سے بدتر تھی اور درندوں کی طرح اُن کی زندگی تھی اور اس قدر بد اعمال اور بد اخلاق میں وہ مبتلا تھے کہ انسانیت سے باہر ہو چکے تھے اور ایسے بے شعور ہو چکے تھے کہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہم بد اعمال ہیں یعنی نیکی اور بدی کی شناخت کی حس بھی جاتی رہی تھی۔ پس قرآنی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے جو پہلا اثر اُن پر کیا تو وہ یہ تھا کہ اُن کو محسوس ہو گیا کہ ہم پاکیزگی کے جامہ سے بالکل برہنہ اور بداعمالی کے گند میں گرفتار ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُن کی پہلی حالت کی نسبت فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ (الاعراف: 180) یعنی یہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور فرقانِ حمید کی دلکش تاثیر سے اُن کو محسوس ہو گیا کہ جس حالت میں ہم نے زندگی بسر کی ہے وہ ایک وحشیانہ زندگی ہے اور سراسر بداعمالیوں سے ملوث ہے تو انہوں نے رُوح القدس سے قوت پا کر نیک اعمال کی طرف حرکت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے وَاَيَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ (المجادلۃ: 23) یعنی خدا نے ایک پاک رُوح کے ساتھ ان کی تائید کی۔ وہ وہی غیبی طاقت تھی جو ایمان لانے کے بعد اور کسی قدر صبر کرنے کے بعد انسان کو ملتی ہے۔ پھر وہ لوگ اس طاقت کے حاصل ہونے کے بعد نہ صرف اس درجہ پر رہے کہ اپنے عیبوں اور گناہوں کو محسوس کرتے ہوں اور ان کی بدبو سے بیزار ہوں بلکہ اَب وہ نیکی کی طرف اس قدر قدم اٹھانے لگے کہ صلاحیت کے کمال کو نصف تک طے کر لیا اور کمزوریوں کے مقابل پر نیک اعمال کی بجا آوری میں طاقت بھی پیدا ہو گئی۔‘‘ نہ صرف کمزوریاں دُور کیں بلکہ نیکیوں میں قدم بڑھتے گئے۔ ’’اور اس طرح پر درمیانی حالت اُن کو حاصل ہو گئی اور پھر وہ لوگ رُوح القدس کی طاقت سے بہرہ وَر ہو کر اُن مجاہدات میں لگے کہ اپنے پاک اعمال کے ساتھ شیطان پر غالب آ جائیں۔ تب اُنہوں نے خدا کے راضی کرنے کیلئے اُن مجاہدات کو اختیار کیا کہ جن سے بڑھ کر انسان کیلئے متصور نہیں۔ انہوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانوں کا خس وخاشاک کی طرح بھی قدر نہ کیا۔ آخر وہ قبول کئے گئے اور خدا نے اُن کے دلوں کو گناہ سے بکلی بیزار کر دیا اور نیکی کی محبت ڈال دی۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 424-425)

پس یہ ہے قرآن کریم کا اُن پر اثر کہ وہ زمین سے اٹھے اور آسمان کے چمکدار ستارے بن گئے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک تمہارے لیے راہنما ہے۔

(المشکاۃ المصابیح، جلد 3، صفحہ 1696، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃؓ، حدیث 6009، مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت 1979ء)

قرآنِ کریم کی پیروی سے انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔

یہ بات بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: جو شخص قرآنِ شریف کا پیرو ہو کر محبت اور صدق کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے وہ ظِلّی طور پر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ صرف پیرو ہونا شرط نہیں بلکہ محبت اور صدق کو انتہا تک پہنچانا شرط ہے یعنی اس کے احکامات پر مکمل عمل ہو تب وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: یہ سب نتیجہ اُس زبردست طاقت اور خاصیت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ زبردست طاقت اور خاصیت کسی اَور کتاب میں نہیں جو کسی قوم کے نزدیک الہامی سمجھی جاتی ہے۔ شاید اس کا یہ سبب ہو کہ وہ کتابیں بوجہ دُور دراز زمانوں کے محرف ومبدل ہو چکی ہیں یا شاید یہ سبب ہو کہ اگرچہ لفظ اُن کے محرف ومبدل نہیں ہوئے مگر معنے بگاڑ دیے گئے ہیں یا شاید یہ سبب ہو کہ خدا نے اس آخری زمانے میں تفرقہ دُور کرنے کیلئے اور دنیا کے تمام لوگوں کو صرف ایک کتاب پر جمع کرنے کیلئے ان تمام پہلی کتابوں کی برکتیں مسلوب کر لی ہیں ورنہ اس کا سبب کیا ہے کہ جس طرح قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے انسان جماعتِ اولیاء اللہ میں داخل ہو سکتا ہے، اُن کتابوں میں یہ خاصیت پائی نہیں جاتی اور یہی وجہ ہے کہ اُن کتابوں کے پیرو اُن کمالات سے منکر ہیں جو انسان کو قرب کے مکان میں حاصل ہو سکتے ہیں بلکہ وہ کرامات اور خرق عادات پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ معجزات کو نہ صرف مانتے نہیں بلکہ ان پر ہنسی ٹھٹھا بھی کرتے ہیں اور یہی آج وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے دُور ہو گئے ہیں، مذہب سے دُور ہو گئے ہیں۔ پھر فرمایا: مگر ہم ان پر کوئی ہنسی ٹھٹھا نہیں کرتے۔ کسی پر ہم ہنسی ٹھٹھا نہیں کرتے ہاں ان کی محرومی کو دیکھ کر رونا ضرور آتا ہے۔

اُن کی ہمدردی ہے ہمارے دل میں کہ اللہ تعالیٰ سے دُور جا کر، اُسکی صفات کو بھول کر نئے زمانے کی روشنی کا اپنے غلط رویوں کو نام دے کر دوبارہ جانوروں والی حرکتیں کرنے لگ گئے ہیں اور یہی کچھ ہمیں آج کل مادیت پرستوں میں نظر آتا ہے۔

بہرحال اپنی بات کے تسلسل میں آپؑ آگے فرماتے ہیں کہ میں اس جگہ کچھ گزشتہ قصوں کو بیان نہیں کرتا بلکہ میں وہی باتیں کرتا ہوں جن کا مجھے ذاتی علم ہے۔ مَیں نے قرآن شریف میں ایک زبردست طاقت پائی ہے۔ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقامات ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔ خدا اس کو نہ صرف اپنے قول سے مشرف کرتا ہے بلکہ اپنے فعل سے اس کو دکھلاتا ہے کہ مَیں وہی خدا ہوں جس نے زمین و آسمان پیدا کیا تب اس کا ایمان بلندی میں دُور دُور کے ستاروں سے بھی آگے گذر جاتا ہے۔ چنانچہ میں اس امر میں صاحبِ مشاہدہ ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک لاکھ سے بھی زیادہ میرے ہاتھ پر اس نے نشان دکھلائے ہیں۔ سو اگرچہ میں دنیا کے تمام نبیوں کا ادب کرتا ہوں اور ان کی کتابوں کا بھی ادب کرتا ہوں مگر زندہ دین صرف اسلام کو ہی مانتا ہوں کیونکہ اسکے ذریعہ سے میرے پر خدا ظاہر ہوا۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص کو میرے اس بیان میں شک ہو اس کو چاہئے کہ ان باتوں کی تحقیق کیلئے میرے پاس آ کے دو ماہ کیلئے ٹھہرے۔ میں اس کے تمام اخراجات کا جو اس کیلئے کافی ہو سکتے ہیں اس مدت تک متکفل رہوں گا۔ اور فرمایا کہ میرے نزدیک مذہب وہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور زندہ اور تازہ قدرتوں کے نظارے سے خدا کو دکھلاوے ورنہ صرف دعویٰ صحت مذہب ہیچ اور بلا دلیل ہے۔

(ماخوذ از چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 427-428)

جنہوں نے آپؑ کی اس دعوت سے فیض پانا تھا انہوں نے فیض پایا اور کامیاب ہو گئے۔ آپؑ کے پاس رہے اور قبول کیا۔

آج بھی آپؑ کا علمِ کلام جو ہے اور خزائن جو ہیں بہت سوں کو خدا نما بنا رہا ہے۔ پس اس سے جہاں ہم غیروں کو آگاہ کریں ہمیں خود بھی پوری کوشش کرنی چاہئے اور آپؑ کے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ تبھی ہم اپنی بیعت کے مقصد کو بھی پورا کر سکتے ہیں۔

پھر قرآن کریم کی خوبیاں بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں، قرآن کریم کی چار اعجازی خوبیاں ہیں جن کی تفصیل یہ فرمائی کہ ’’قرآن شریف کی اعجازی خوبیوں میں سے ایک بلاغت فصاحت بھی ہے جو انسانی بلاغت فصاحت سے بالکل ممتاز اور الگ ہے کیونکہ انسانی بلاغت فصاحت کا میدان نہایت تنگ ہے اور جب تک کسی کلام میں مبالغہ یا جھوٹ یا غیر ضروری باتیں نہ ملائی جائیں تب تک کوئی انسان بلاغت فصاحت کے اعلیٰ درجہ پر قادر نہیں ہو سکتا۔‘‘ اللہ تعالیٰ کا کلام اس سے بالکل پاک ہے، کوئی ملونی نہیں۔ ’’دوسرے قرآن شریف کی ایک معجزانہ خوبی یہ ہے کہ جس قدر اس نے قصے بیان کئے ہیں درحقیقت وہ تمام پیشگوئیاں ہیں جن کی طرف جا بجا اشارہ بھی کیا ہے۔‘‘ یہ بھی قرآن کریم میں نظر آتا ہے۔ ’’تیسرے قرآنِ شریف میں یہ معجزانہ خوبی ہے کہ اسکی تعلیم انسانی فطرت کو اسکے کمال تک پہنچانے کیلئے پورا پورا سامان اپنے اندر رکھتی ہے اور مرتبہ یقین حاصل کرنے کیلئے جن دلائل اور نشانوں کی انسان کو ضرورت ہے سب اس میں موجود ہیں۔ چوتھے ایک بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ وہ کامل پیروی کرنے والے کو خدا سے ایسا نزدیک کر دیتا ہے کہ وہ مکالمہ الٰہیہ کا شرف پا لیتا ہے اور کھلے کھلے نشان اس سے ظاہر ہوتے ہیں اور تزکیہ نفس اور ایمانی استقامت اس کو حاصل ہوتی ہے اور قرآن شریف کا یہ نکتہ نہایت ہی یادداشت کے لائق ہے کہ مومن کامل پر جو فیضان آسمانی نشانوں کا ہوتا ہے۔ وہ تو ایک خدا کا فعل ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی اپنی خوبی قرار نہیں دے سکتا۔ مومن کامل کی اپنی ذاتی خوبی تقویٰ طہارت اور قوت ایمان اور استقامت ہے مثلاً جیسے اگر کسی دیوار پر آفتاب کی روشنی پڑے تو وہ روشنی اس دیوار کی خوبیوں میں داخل نہیں کیونکہ وہ اس سے الگ بھی ہو سکتی ہے بلکہ دیوار کی خوبی یہ ہے کہ اس کی بنیاد ایک مضبوط پتھر پر ہو اور ایسی پختہ اور ریختہ کی عمارت ہو کہ گو کیسے ہی سیلاب آویں اور تُند ہوائیں چلیں اور طوفان کی طرح مینہ برسیں اس دیوار میں جنبش نہ آوے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 268 حاشیہ)

پس ایمان کی بھی ایسی حالت ہونی چاہئے۔ قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا مقدس کلام سمجھ کر اس پر عمل کی بھی ایسی حالت ہونی چاہئے کہ یہی ہے جو ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتا ہے، ہمیں خدا سے ملاتا ہے کہ کوئی آندھی کوئی طوفان کوئی مخالفت انسان کو اپنے ایمان سے ہلا نہ سکے۔ یہ ہے انسان کی خوبی کہ ہمیشہ اس پر خدا تعالیٰ کے کلام کی روشنی پڑتی رہے اور اس کو سمجھنے کی وہ کوشش کرتا رہے۔

پھر فرمایا کہ قرآنِ کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کی پیروی کے نتیجہ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تفصیل بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف کی معجزانہ تاثیرات سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی کامل پیروی کرنے والے درجہ قبولیت کا پاتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہو کر خدا تعالیٰ اپنی کلامِ لذیذ اور پُر رُعب کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے اور خاص طور پر دشمنوں کے مقابل پر ان کی مدد کرتا ہے اور تائید کے طور پر اپنے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 102، ایڈیشن 2003ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اڑول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے، پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دُعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 223)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

غیبِ خاص پر ان کو مطلع فرماتا ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 271 حاشیہ)

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کریم میں سب ہدایتیں ہیں آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’عرب کے مشرکوں کی طرح اس ملک کے اہل کتاب بھی جرائم پیشہ ہو گئے تھے عیسائیوں نے تو کفارہ کے مسئلہ پر زور دے کر اور اس پر بھروسہ کرکے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم پر سب جرائم حلال ہیں اور یہودی کہتے تھے کہ ہم ارتکاب جرائم کی وجہ سے صرف چند روز دوزخ میں پڑیں گے اس سے زیادہ نہیں جیسا کہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ وَّ غَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (آل عمران: 25)...... یہ دلیری اور جرأت اِس سے اُن کو پیدا ہوئی کہ ان کا یہ قول ہے کہ دوزخ کی آگ‘‘ جو حرکتیں وہ کر رہے ہیں اس کی جرأت کیوں پیدا ہوئی؟ اس وجہ سے جیسا کہ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے انہوں نے کہا کہ ’’دوزخ کی آگ اگر ہمیں چھوئے گی بھی تو صرف چند روز تک رہے گی اور جو افترا پردازیاں وہ کرتے ہیں انہیں پر مغرور ہو کر اُن کے یہ خیالات ہیں۔ پس جب کہ اہلِ کتاب اور مشرکین عرب نہایت درجہ بد چلن ہو چکے تھے اور بدی کر کے سمجھتے تھے کہ ہم نے نیکی کا کام کیا ہے اور جرائم سے باز نہیں آتے تھے اور امن عامہ میں خلل ڈالتے تھے تو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کے ہاتھ میں عنانِ حکومت دے کر اُن کے ہاتھ سے غریبوں کو بچانا چاہا اور چونکہ عرب کا ملک مطلق العنان تھا اور وہ لوگ کسی بادشاہ کی حکومت کے ماتحت نہیں تھے اِس لئے ہر ایک فرقہ نہایت بے قیدی اور دلیری سے زندگی بسر کرتا تھا اور چونکہ اُن کیلئے کوئی سزا کا قانون نہ تھا اِس لئے وہ لوگ روز بروز جرائم میں بڑھتے جاتے تھے۔ پس خدا نے اس ملک پر رحم کرکے...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ملک کیلئے نہ صرف رسول کر کے بھیجا بلکہ اس ملک کا بادشاہ بھی بنا دیا اور قرآنِ شریف کو ایک ایسے قانون کی طرح مکمل کیا جس میں دیوانی فوجداری مالی سب ہدایتیں ہیں۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک بادشاہ ہونے کے تمام فرقوں کے حاکم تھے اور ہر ایک مذہب کے لوگ اپنے مقدمات آپ سے فیصلہ کراتے تھے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کا آنجناب کی عدالت میں مقدمہ آیا تو آنجناب نے تحقیقات کے بعد یہودی کو سچا کیا اور مسلمان پر اُس کے دعوے کی ڈگری کی۔ پس بعض نادان مخالف جو غور سے قرآن شریف نہیں پڑھتے وہ ہر ایک مقام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے نیچے لے آتے ہیں حالانکہ ایسی سزائیں خلافت یعنی بادشاہت کی حیثیت سے دی جاتی تھیں۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 242-243)

پھر قرآنِ کریم کے ذریعہ پاکیزہ زندگی کے حصول کے مضمون کو بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’یہ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز کی بڑی خوبی یہی سمجھی جائے گی کہ جس غرض کے پورا کرنے کیلئے وہ وضع کی گئی ہے اُس غرض کو بوجہ احسن پوری کر سکے۔ مثلاً اگر کسی بیل کو قُلبہ رَانی کیلئے خریدا گیا ہے تو اُس بیل کی یہی خوبی دیکھی جائے گی وہ قُلبہ رانی کے کام کو بوجہ احسن ادا کر سکے۔‘‘ بیل ہل چلانے کیلئے لیتے ہیں تو اس کو ہل چلانے کیلئے ہی استعمال کیا جائے گا اور اچھا چلانے والے بیل کو اچھا سمجھا جائے گا۔ ’’اسی طرح ظاہر ہے کہ اصلی غرض آسمانی کتاب کی یہی ہونی چاہئے کہ اپنے پیروی کرنے والے کو اپنی تعلیم اور تاثیر اور قوتِ اصلاح اور اپنی روحانی خاصیت سے ہر ایک گناہ اور گندی زندگی سے چھڑا کر ایک پاک زندگی عطا فرماوے اور پھر پاک کرنے کے بعد خدا کی شناخت کیلئے ایک کامل بصیرت عطا کرے اور اُس ذاتِ بے مثل کے ساتھ جو تمام خوشیوں کا سرچشمہ ہے محبت اور عشق کا تعلق بخشے کیونکہ درحقیقت یہی محبت نجات کی جڑھ ہے اور یہی وہ بہشت ہے جس میں داخل ہونے کے بعد تمام کوفت اور تلخی اور رنج وعذاب دُور ہو جاتا ہے اور بلاشبہ زندہ اور کامل کتاب الہامی وہی ہے جو طالبِ خدا کو اِس مقصود تک پہنچاوے اور اُس کو سفلی زندگی سے نجات دے کر اس محبوب حقیقی سے ملاوے جس کا وصال عین نجات ہے اور تمام شکوک وشبہات سے مخلصی بخش کر ایسی کامل معرفت اسکو عطا کرے کہ گویا وہ اپنے خدا کو دیکھ لے اور خدا کے ساتھ ایسے مستحکم تعلقات اس کو بخش دے کہ وہ خدا کا وفادار بندہ بن جائے اور خدا اس پر ایسا لطف واحسان کرے کہ اپنی انواع واقسام کی نصرت اور مدد اور حمایت سے اس میں اور اس کے غیر میں فرق کر کے دکھلائے اور اپنی معرفت کے دروازے اس پر کھول دے اور اگر کوئی کتاب اپنے اس فرض کو ادا نہ کرے جو اس کا اصلی فرض ہے اور دوسرے بیہودہ دعووں سے اپنی خوبی ثابت کرنی چاہے تو اسکی یہی مثال ہے کہ ایک شخص مثلاً طبیبِ حاذق ہونے کا دعویٰ کرے اور جب کوئی بیمار اس کے سامنے پیش کیا جائے کہ اس کو اچھا کر کے دکھلاؤ تو وہ یہ جواب دے کہ میں اس کو اچھا تو نہیں کر سکتا لیکن میں کُشتی کرنا خوب جانتا ہوں یا یہ کہے کہ علم ہیئت اور فلسفہ میں مجھے بہت دخل ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا آدمی مسخرہ کہلائے گا اور عقلمندوں کے نزدیک قابل سرزنش ہوگا۔ خدا کی کتاب اور خدا کے رسول جو دنیا میں آتے ہیں بڑی غرض ان کی یہی ہوتی ہے جو دنیا کو پاپ اور گناہ کی زندگی سے چھڑاویں اور خدا سے پاک تعلقات قائم کریں۔ ان کی یہ غرض تو نہیں ہوتی کہ دنیا کے علوم ان کو سکھاویں اور دنیا کی ایجادوں سے ان کو آگاہ کریں۔

غرض ایک عقلمند اور منصف مزاج آدمی کے نزدیک اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ خدا کی کتاب کا فرض یہی ہے کہ وہ خدا کو ملاوے اور خدا کی ہستی کے بارہ میں یقین کے درجہ تک پہنچاوے اور خدا کی عظمت اور ہیبت دل میں بٹھا کر گناہ کے ارتکاب سے روک دے ورنہ ہم ایسی کتاب کو کیا کریں جو نہ دل کا گند دور کر سکتی ہے اور نہ ایسی پاک اور کامل معرفت بخش سکتی ہے جو گناہ سے نفرت کرنے کا موجب ہو سکے۔ یاد رہے کہ گناہ کی رغبت کا جذام نہایت خطرناک جذام ہے اور یہ جذام کسی طرح دور ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ خدا کی زندہ معرفت کی تجلیات اور اس کی ہیبت اور عظمت اور قدرت کے نشان بارش کی طرح وارد نہ ہوں اور جب تک کہ انسان خدا کو اسکی مہیب طاقتوں کے ساتھ ایسا نزدیک نہ دیکھے جیسے وہ بکری کہ جب شیر کو دیکھتی ہے کہ صرف وہ اس سے دو قدم کے فاصلہ پر ہے۔ انسان کو یہ ضرورت ہے کہ وہ گناہ کے مہلک جذبات سے پاک ہو اور اس قدر خدا کی عظمت اسکے دل میں بیٹھ جائے کہ وہ بے اختیار کرنے والی نفسانی شہوات کی خواہش کہ جو بجلی کی طرح اس پر گرتی اور اسکے تقویٰ کے سرمایہ کو ایک دم میں جلا دیتی ہے وہ دور ہو جاوے مگر کیا وہ ناپاک جذبات کہ جو مرگی کی طرح بار بار پڑتے ہیں اور پرہیزگاری کے ہوش وحواس کو کھو دیتے ہیں وہ صرف اپنے ہی خود تراشیدہ پرمیشر کے تصوّر سے دور ہو سکتے ہیں یا صرف اپنے ہی تجویز کردہ خیالات سے دب سکتے ہیں اور یا کسی ایسے کفارہ سے رک سکتے ہیں جس کا دکھ اپنے نفس کو چھوا بھی نہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ بات معمولی نہیں بلکہ سب باتوں سے بڑھ کر عقلمند کے نزدیک غور کرنے کے لائق یہی بات ہے کہ وہ تباہی جو اس بیباکی اور بے تعلقی کی وجہ سے پیش آنے والی ہے جس کی اصلی جڑھ گناہ اور معصیت ہے اس سے کیونکر محفوظ رہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان یقینی لذّات کو محض ظنّی خیالات سے چھوڑ نہیں سکتا۔‘‘ لذتیں جو ملتی ہیں ان میں بعض یقینی لذات ہیں اس کو اس بات سے صرف ظن کر کے یہ کہنا کہ ہوگا، یہ ہمیں انشاء اللہ ملے گا، بعد میں ملے گا، کب ملے گا؟ کس طرح ہوگا؟ اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ ’’ہاں‘‘ فرمایا کہ لیکن ’’ایک یقین دوسرے یقینی امر سے دستبردار کرا سکتا ہے۔ مثلاً ایک بَن کے متعلق ایک ’’یعنی جنگل ہے اسکے متعلق ’’یقین ہے کہ اس جگہ سے کئی ہرن ہم بآسانی پکڑ سکتے ہیں اور ہم اس یقین کی تحریک پر قدم اُٹھانے کیلئے مستعد ہیں مگر جب یہ دوسرا یقین ہو جائے گا کہ وہاں پچاس شیر ببر موجود ہیں اور ہزارہا خونخوار اژدہا بھی ہیں جو منہ کھولے بیٹھے ہیں تب ہم اس ارادہ سے دستکش ہو جائیں گے۔ اسی طرح بغیر اس درجہ یقین کے گناہ بھی دور نہیں ہو سکتا۔‘‘ گناہ دور کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ یقین ہو کہ اگر ہم یہ گناہ کریں گے تو ہمیں ذاتی وقتی لذات تو ہیں لیکن اس کو کرنے سے اسی طرح ہے جس طرح ہم نے ایک جنگل میں جہاں ہم شکار کو چلے جائیں اور وہاں شیر ببر بھی ہو اور اژدہا بھی ہوں اور ان کا خوف ہمیں وہاں شکار نہ کرنے دے تو اسی طرح گناہوں سے بچا جا سکتا ہے کہ اگر یہ یقین پیدا ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ اور اگر ہم گناہ کریں گے تو اس کی پکڑ میں آسکتے ہیں۔

فرمایا کہ ’’لوہا لوہے سے ہی ٹوٹتا ہے۔ خدا کی عظمت اور ہیبت کا وہ یقین چاہئے جو غفلت کے پردوں کو پاش پاش کر دے اور بدن پر ایک لرزہ ڈال دے اور موت کو قریب کر کے دکھلا دے اور ایسا خوف دل پر غالب کرے جس سے تمام تار و پودِ نفسِ امّارہ کے ٹوٹ جائیں اور انسان ایک غیبی ہاتھ سے خدا کی طرف کھینچا جائے اور اُس کا دل اس یقین سے بھر جائے کہ درحقیقت خدا موجود ہے جو بے باک مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ پس ایک حقیقی پاکیزگی کا طالب ایسی کتاب کو کیا کرے جس کے ذریعہ سے یہ ضرورت رفع نہ ہو سکے؟ اِس لئے میں ہر ایک پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ وہ کتاب جو ان ضرورتوں کو پورا کرتی ہے وہ قرآن شریف ہے اُسکے ذریعہ سے خدا کی طرف انسان کو ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور وہ خدا جو نہایت نہاں در نہاں ہے اسکی پیروی سے آخر کار اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور وہ قادر جس کی قدرتوں کو غیر قومیں نہیں جانتیں قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے۔‘‘ اور یہ فقرہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے ’’اور عالم ملکوت کا اس کو سیر کراتا ہے اور اپنے اَنَا الْمَوْجُوْد ہونے کی آواز سے آپ اپنی ہستی کی اس کو خبر دیتا ہے۔‘‘

پس یہ ہے وہ فہم وادراک جو قرآن شریف کے بارے میں ہونا چاہئے۔ یہ اس تعلیم کا عملی پہلو ہے جس کا ہم سے اظہار ہونا چاہئے ورنہ دوسرے مذاہب کی طرح ہمارا ایمان کا دعویٰ صرف دعویٰ ہوگا۔ اب یہاں فرمایا کہ یہ کتاب اصلاح کرتی ہے دوسری کتابیں نہیں کرتیں۔ ان میں کیونکہ ان کی تعلیم کامل نہیں ہے۔ اس لیے نہیں کرتیں اور اگر ہم قرآن کریم کو مانتے ہیں اور پھر اصلاح نہیں ہوتی تو اس میں ہمارا قصور ہے کیونکہ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا کامل پیروی ضروری ہے۔ کامل پیروی اگر نہیں کریں گے تو کس طرح اصلاح ہوگی۔ اس پر عمل نہیں کریں گے تو کس طرح اصلاح ہوگی۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم کامل پیروی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسکی توفیق دے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’...... ہمارا مشاہدہ اور تجربہ اور ان سب کا جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں اس بات کا گواہ ہے کہ قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور

ارشاد حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیں اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دعاؤں کا راستہ کھولا ہے اور خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے، اگر خالص ہو کر اسکے آگے جھکا جائے تو وہ قبول کرتا ہے، کس رنگ میں قبول کرتا ہے یہ وہ بہتر جانتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/اپریل 2020)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

روزہ کو جھوٹ سے کوئی مناسبت نہیں بلکہ ایسے روزہ دار کا روزہ ہی مقبول نہیں اسی طرح روزہ انسان کو جھوٹی ریاکاری سے بچا کر سچی تواضع سکھاتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/اپریل 2020)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

اسکے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے اور ہر ایک جو اس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس بندہ کے ساتھ ہے جو اسکے کلام کی پیروی کرتا ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 305 تا 309)

تو سچا پیرو ہونا بنیادی شرط ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کریم شرک سے نجات کا ذریعہ ہے آپؑ فرماتے ہیں: ’’جو کچھ قرآن شریف نے توحید کا تخم بلاد عرب، فارس، مصر، شام، ہند، چین، افغانستان، کشمیر وغیرہ بلاد میں بو دیا ہے اور اکثر بلاد سے بُت پرستی اور دیگر اقسام کی مخلوق پرستی کا تخم جڑھ سے اُکھاڑ دیا ہے یہ ایک ایسی کارروائی ہے کہ اس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں پائی جاتی۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 77)

یہ جو اسلام شروع میں پھیلا ہے اور ان ملکوں میں شرک ختم ہوا ہے تو یہ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے کی وجہ سے تھا اور اسی لیے ہمارے آباؤ اجداد نے اسلام قبول کیا لیکن اگر ہم اس پر عمل نہیں کر رہے تو پھر ہم واپس اسی جہالت میں جا رہے ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے۔ اسکے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

’’جو کتاب ابتدائے آفرینش کے وقت آئی ہوگی اس کی نسبت عقل قطعی طور پر تجویز کرتی ہے کہ وہ کامل کتاب نہیں ہوگی۔‘‘ جو کتابیں شروع میں آئی ہیں عقل تسلیم کرتی ہے کہ وہ کامل نہیں ہوسکتیں ’’بلکہ وہ صرف اس استاد کی طرح ہوگی جو ابجد خواں بچوں کو تعلیم دیتا ہے۔‘‘ بچوں کو اب پ سکھاتا ہے۔ ’’صاف ظاہر ہے کہ ایسی ابتدائی تعلیم میں بہت لیاقت کی ضرورت نہیں ہوتی۔‘‘ پرائمری تعلیم بچوں کو دینی ہے، ABC سکھانی ہے، الف بے جیم سکھانی ہے تو بہت زیادہ لیاقت کی ضرورت نہیں ہے۔ ’’ہاں جس زمانہ میں انسانی تجربہ نے ترقی کی اور نیز نوع انسان کئی قسم کی غلطیوں میں پڑ گئی تب باریک تعلیم کی حاجت پڑی۔ بالخصوص جب گمراہی کی تاریکی دنیا میں پھیل گئی اور انسانی نفوس کئی قسم کی علمی اور عملی ضلالت میں مبتلا ہو گئے تب ایک اعلیٰ اور اکمل تعلیم کی حاجت پڑی اور وہ قرآن شریف ہے۔ لیکن ابتدائے زمانہ کی کتاب کیلئے اعلیٰ درجہ کی تعلیم کی ضرورت نہ تھی کیونکہ ابھی انسانی نفوس سادہ تھے اور ہنوز ان میں کوئی ظلمت اور ضلالت جاگزیں نہیں ہوئی تھی۔ ہاں اس کتاب کیلئے اعلیٰ تعلیم کی ضرورت تھی جو انتہائی درجہ کی ضلالت کے وقت ظاہر ہوئی اور ان لوگوں کی اصلاح کیلئے آئی جن کے دلوں میں عقائد فاسدہ راسخ ہو چکے تھے اور اعمال قبیحہ ایک عادت کے حکم میں ہو گئے تھے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 70 حاشیہ)

قرآن شریف کی تعلیم اس وقت آئی جب انسان کا دماغ mature ہو گیا تھا، سمجھنے لگ گیا تھا۔ برائیاں بھی انتہا کو پہنچ گئی تھیں اور انسان ان میں ڈوب رہا تھا۔ اس وقت اسکے دماغ کے مطابق تعلیم بھی آ گئی۔ پھر قرآن کریم کے عالمگیر کتاب ہونے کے بارے میں فرمایا کہ یاد رکھو کہ ’’یہ بات فی الواقعہ صحیح اور درست ہے کہ ابتدائے آفرینش میں بھی ایک الہامی کتاب نوع انسان کو ملی تھی۔‘‘ پھر فرمایا کہ ’’......اس جگہ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ابتدائے زمانہ میں صرف ایک الہامی کتاب انسانوں کو کیوں دی گئی؟ ہر ایک قوم کیلئے جدا جدا کتابیں کیوں نہ دی گئیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابتدائے زمانہ میں انسان تھوڑے تھے اور اس تعداد سے بھی کمتر تھے جو ان کو ایک قوم کہا جائے۔ اس لئے ان کیلئے صرف ایک کتاب کافی تھی۔ پھر بعد اسکے جب دنیا میں انسان پھیل گئے اور ہر ایک حصہ زمین کے باشندوں کا ایک قوم بن گئی اور بباعث دُور دراز مسافتوں کے ایک قوم دوسری قوم کے حالات سے بالکل بے خبر ہو گئی ایسے زمانوں میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے تقاضا فرمایا کہ ہر ایک قوم کیلئے جدا جدا رسول اور الہامی کتابیں دی جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور پھر جب نوع انسان نے دنیا کی آبادی میں ترقی کی اور ملاقات کیلئے راہ کھل گئی اور ایک ملک کے لوگوں کو دوسرے ملک کے لوگوں کے ساتھ ملاقات کرنے کیلئے سامان میسر آ گئے اور اس بات کا علم ہو گیا کہ فلاں فلاں حصہ زمین پر نوع انسان رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ ان سب کو پھر دوبارہ ایک قوم کی طرح بنا دیا جائے اور بعد تفرقہ کے پھر ان کو جمع کیا جاوے تب خدا نے تمام ملکوں کیلئے ایک کتاب بھیجی اور اس کتاب میں حکم فرمایا کہ جس جس زمانہ میں یہ کتاب مختلف ممالک میں پہنچے ان کا فرض ہوگا کہ ان کو قبول کرلیں اور اس پر ایمان لاویں اور وہ کتاب قرآن شریف ہے جو تمام ملکوں کا باہمی رشتہ قائم کرنے کیلئے آئی ہے۔ قرآن سے پہلی سب کتابیں مختص القوم کہلاتی تھیں یعنی صرف ایک قوم کیلئے ہی آتی تھیں۔ چنانچہ شامی، فارسی، ہندی، چینی، مصری، رومی یہ سب قومیں تھیں جن کیلئے جو کتابیں یا رسول آئے وہ صرف اپنی قوم تک محدود تھے۔ دوسری قوم سے ان کو کچھ تعلق اور واسطہ نہ تھا۔ مگر سب کے بعد قرآن شریف آیا جو ایک عالمگیر کتاب ہے اور کسی خاص قوم کیلئے نہیں بلکہ تمام قوموں کیلئے ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف ایک ایسی امت کیلئے آیا جو آہستہ آہستہ ایک ہی قوم بننا چاہتی تھی۔ سو اب زمانہ کیلئے ایسے سامان میسر آ گئے ہیں جو مختلف قوموں کو وحدت کا رنگ بخشتے جاتے ہیں۔ باہمی ملاقات جو اصل جڑھ ایک قوم بننے کی ہے ایسی سہل ہو گئی ہے کہ برسوں کی راہ چند دنوں میں طے ہوسکتی ہے اور پیغام رسانی کیلئے وہ سبیلیں پیدا ہو گئی ہیں کہ جو ایک برس میں بھی کسی دور دراز ملک کی خبر نہیں آ سکتی تھی وہ اب ایک ساعت میں آ سکتی ہے۔ زمانہ میں ایک ایسا انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور تمدنی دریا کی دھار نے ایک ایسی طرف رخ کر لیا ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک قوم بنا دے اور ہزارہا برسوں کے بچھڑے ہوؤں کو پھر باہم ملا دے اور یہ خبر قرآن شریف میں موجود ہے اور قرآن شریف نے ہی کھلے طور پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کیلئے آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡكُمۡ جَمِیۡعَا (الاعراف: 159) یعنی تمام لوگوں کو کہہ دے کہ میں تم سب کیلئے رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور پھر فرماتا ہے وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء: 108) یعنی میں نے تمام عالموں کیلئے تجھے رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے۔ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا (الفرقان: 2) یعنی ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام دنیا کو ڈراوے لیکن ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے پہلے دنیا کی کسی الہامی کتاب نے یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اپنی رسالت کو اپنی قوم تک ہی محدود رکھا یہاں تک کہ جس نبی کو عیسائیوں نے خدا قرار دیا اسکے منہ سے بھی یہی نکلا کہ ’’میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔‘‘ حضرت عیسیٰ نے یہی کہا تھا بائبل میں۔ ’’اور زمانہ کے حالات نے بھی گواہی دی کہ قرآن شریف کا یہ دعویٰ تبلیغ عام کا عین موقعہ پر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تبلیغ عام کا دروازہ کھل گیا تھا۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 74 تا 77)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کریم کی چار وجوہات، اسباب ہیں۔ عللِ اربعہ ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’ہر شے کی چار علتیں ہوتی ہیں‘‘ یعنی اسباب یا وجوہات ہوتے ہیں ’’......اور وہ علل اربعہ یہ ہوتی ہیں۔‘‘ یہ کون سی عللِ اربعہ ہیں یعنی ’’علتِ فاعلی۔‘‘ یعنی اسکو کرنے والا کون ہے اور اسکی وجوہات۔ ’’علت صُوری۔‘‘ ظاہری اور عملی وجوہات اس کی کیا ہیں۔ ’’علّتِ مادی۔‘‘ اسکا مادی فائدہ بھی کیا ہے۔ ’’علّتِ غائی۔‘‘ اسکی اصل وجہ اور ان سب چیزوں کی بنیادی اور مجموعی وجہ کیا ہے؟ ’’اس مقام پر قرآنِ شریف کی چار علتوں کا ذکر کیا۔‘‘ فرمایا کہ ’’علّتِ فاعلی تو اس کتاب کی الٓمّٓ ہے۔ اور الٓمّٓ کے معنے میرے نزدیک اَنَا اللّٰهُ اَعۡلَمُ یعنی میں اللہ وہ ہوں جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے ’’اور علّتِ مادی ذٰلِكَ الۡکِتٰبُ ہے یعنی یہ کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔‘‘ اس پر عمل کر کے اس سے بڑے فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ’’اور علّتِ صُورِی لَا رَیۡبَ فِیۡهِ ہے یعنی اس کتاب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا شک وشبہ ہی نہیں۔‘‘ ایسی خوبصورت تعلیم ہے کہ اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ ’’جو بات ہے مستحکم اور جو دعویٰ ہے وہ مدلل اور روشن اور علّتِ غائی اس کتاب کی هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ہے یعنی اس کتاب کے نزول کی غرض وغایت یہ ہے کہ متقیوں کو ہدایت کرتی ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 8، صفحہ 306-307، ایڈیشن 1984ء) اور یہی ایک حقیقی کتاب کا، دینی کتاب کا مقصد ہونا چاہئے۔

پھر آپؑ سورۂ بقرہ کی پہلی دوسری اور تیسری آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’تقویٰ ایسی اعلیٰ درجہ کی ضروری شئے قرار دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی علّت غائی اسی کو ٹھیرایا ہے۔ چنانچہ دوسری سورۃ کو جب شروع کیا ہے تو یُوں ہی فرمایا ہے۔ الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۛۚ فِیۡهِ ۛۚ هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ○ (البقرۃ: 2-3) میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن کریم کی یہ ترتیب بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس میں علل اربعہ کا ذکر فرمایا ہے۔‘‘ یعنی چار اسباب اور وجوہات کا۔ ’’علت فاعلی، مادی، صوری، غائی۔ ہر ایک چیز کے ساتھ یہ چار ہی علل ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نہایت اکمل طور پر ان کو دکھاتا ہے۔ الٓمّٓ۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بہت جاننے والا ہے۔ اس کلام کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے۔ یعنی خدا اس کا فاعل ہے۔ ذٰلِكَ الۡکِتٰبُ یہ مادہ بتایا۔‘‘ یعنی قرآن کریم ’’یا یہ کہو کہ یہ علت مادی ہے۔‘‘ یعنی مادی حالت میں جو ہمارے پاس کتاب ہے وہ بھی ایک کتاب ہے جس پر عمل کر کے انسان اپنے مقصد کو پا سکتا ہے۔ ’’علتِ صُوری لَا رَیۡبَ فِیۡهِ ہر ایک چیز میں شک وشبہ اور ظنون فاسدہ پیدا ہو سکتے ہیں مگر قرآن کریم ایسی کتاب ہے کہ اس میں کوئی رَیب نہیں ہے۔‘‘ کوئی شک نہیں۔ ’’لَا رَیۡبَ اسی کیلئے ہے۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی شان یہ بتائی کہ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ تو طبعاً ہر ایک سلیم الفطرت اور سعادت مند انسان کی روح اچھلے گی اور خواہش کرے گی کہ اس کی ہدایتوں پر عمل کرے۔ ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ قرآنِ شریف کی اجلیٰ اور اصفیٰ شان کو دنیا کے سامنے پیش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جمال وحُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مُسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ہنگل باغبانہ، قادیان

نہیں کیا جاتا ورنہ قرآن شریف کی خوبیاں اور اسکے کمالات، اس کا حسن اپنے اندر ایک ایسی کشش اور جذب رکھتا ہے کہ بے اختیار ہو ہو کر دل اس کی طرف چلے آئیں۔

مثلاً اگر ایک خوشنما باغ کی تعریف کی جاوے اور اسکے خوشبودار درختوں اور دل کو تر و تازہ کرنے والی بوٹیوں اور روشوں اور مصفّا پانی کی بہتی ہوئی ندیوں اور نہروں کا تذکرہ کیا جاوے تو ہر ایک شخص دل سے چاہے گا کہ اس کی سیر کرے اور اس سے حظ اٹھاوے۔ اور اگر یہ بھی بتایا جاوے کہ اس میں بعض چشمے ایسے جاری ہیں جو امراض مزمنہ اور مہلکہ کو شفا دیتے ہیں تو اور بھی زیادہ جوش اور طلب کے ساتھ لوگ وہاں جائیں گے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوبصورت اور موثر الفاظ میں بیان کیا جاوے تو روح پورے جوش کے ساتھ اس کی طرف دوڑتی ہے اور حقیقت میں روح کی تسلی اور سیری کا سامان اور وہ بات جس سے روح کی حقیقی احتیاج پوری ہوتی ہے قرآن کریم ہی میں ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ''متقیوں کیلئے ہدایت ہے۔'' اور دوسری جگہ کہا لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ (الواقعۃ: 80) ''کوئی اسے نہیں چھو سکتا سوائے پاک کیے ہوئے لوگوں کے۔ فرمایا کہ ''اس سے مراد وہی متقین ہیں جو ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ میں بیان ہوئے ہیں۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ قرآنی علوم کے انکشاف کیلئے تقویٰ شرط ہے۔'' (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 424-425، ایڈیشن 1984ء)

لیکن آج کل کے نام نہاد علماء نے جو تقویٰ سے عاری ہیں اسکی تعلیم کو ایسے رنگ میں پیش کیا ہے کہ مخالفینِ اسلام کو اس کی تعلیم پر مزید اعتراض کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ لیکن آج یہ ہم احمدیوں کا کام ہے کہ ہم اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہوئے اس تعلیم کی خوبیوں کو اپنے قول و فعل سے کر کے دکھائیں، عمل کر کے دکھائیں۔ دنیا کو بتائیں کہ قرآن کریم ہی ہے جو ہر قسم کی بیماریوں کا علاج ہے اور اس کو بھیجنے والا وہ خدا ہے جس نے اسے بامقصد بنا کر دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بہت گہرے مضامین ہیں۔ بہت غور سے سننے والے ہیں۔ بہت غور سے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کو بڑے غور سے ہمیں پڑھنا چاہئے۔

اب میں دعا کی تحریک بھی کرنا چاہتا ہوں۔

بنگلہ دیش میں آج کل جلسہ سالانہ ہو رہا ہے۔ آج ہی ان کا پہلا دن تھا لیکن وہاں مخالفین نے حملہ کیا۔ جلسہ گاہ پر بھی حملہ کیا۔ کئی لوگ وہاں زخمی بھی ہوئے۔ میرا خیال ہے باہر سے کچھ اس طرح انہوں نے حملہ کیا کہ کچھ زخمی ہوئے ہیں۔ بعض شدید زخمی بھی ہیں۔ پھر کچھ لوگوں کے جو وہاں اس علاقے میں احمدی تھے ان کے گھروں کو بھی جلا رہے ہیں۔ ابھی تک کی جو خبر آئی ہے یہ اس کے مطابق ہے۔ اور کتنا نقصان ہوا ہے ابھی پورا اندازہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو ان کے شر سے بھی محفوظ رکھے اور ان کی پکڑ کے بھی سامان کرے۔ اب تو ان کیلئے کوئی ہدایت کی دعا نہیں ہو سکتی۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا والی دعا ہی ہے جو ان کیلئے ہمارے منہ سے نکلتی ہے، دل سے نکلتی ہے۔

اسی طرح پاکستان کے حالات کیلئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ وہاں بھی احمدیوں کے حالات ٹھیک رکھے۔ برکینا فاسو میں بھی خطرات ابھی منڈلا رہے ہیں وہاں کیلئے دعا کریں۔ اسی طرح الجزائر میں بھی احمدیوں پہ بعض مقدمات ہیں ان کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ احمدیوں کو محفوظ رکھے۔

بنگلہ دیش میں جیسا کہ میں نے کہا انتظامیہ نے ہمیں یہی کہا تھا کہ فکر نہ کرو۔ جلسہ کرو اور ہم پوری حفاظت کریں گے لیکن جب بلوائی اور دہشت گرد، شدت پسند ملاں اپنے ٹولوں کو لے کے آئے ہیں تو پولیس وہاں تماشائی بن کے بیٹھی ہوئی ہے اور کوئی اقدام نہیں کر رہی۔ بہرحال ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کی مشکلات کو جلد دُور فرمائے۔

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 دسمبر 2022ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم عبد الحفیظ صاحب (نیو مالڈن، یو۔کے)

4 دسمبر 2022ء کو 83 سال کی عمر میں سپین میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے دادا حضرت مولوی نور محمد صاحبؓ اور والد حضرت مولوی محمد حسن صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ کے والد حضرت مولوی محمد حسن صاحب مدرسہ احمدیہ کے ابتدائی طلبہ میں سے تھے جہاں سے تحصیل علم کے بعد مدرسہ احمدیہ میں بطور ٹیچر کام کیا۔ مرحوم 1968ء میں یو کے آئے اور 1975ء میں مکرمہ عطیہ ونڈر مین صاحبہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ آپ صوم و صلوٰۃ اور چندوں کے پابند جماعت کے ایک مخلص اور فعال ممبر تھے۔ آپ کو حج اور عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ امۃ السلام فردوس صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ محمد افضل بٹ صاحب (روچیسٹر امریکہ)

24 اگست 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ خواجہ لطیف احمد صاحب کی بیٹی اور حضرت خواجہ محمد شریف صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی تھیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، دعا گو، نرم مزاج، سادگی پسند، نفیس طبع، حد درجہ مہمان نواز اور ایک نیک فطرت خاتون تھیں۔ خود بھی دینی خدمت کا جوش تھا اور یہی ولولہ اپنی اولاد میں پیدا کرنے کی سعی اور کوشش کرتی رہیں۔ تلاوت قرآن کریم سے عشق تھا۔ خلافت سے وابستگی قابل رشک تھی۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ ادا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(2) مکرم حبیب اللہ صاحب (آف گوجر خان، حال کینیڈا)

21 ستمبر 2022ء کو کینیڈا میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے دادا حضرت حکیم عمر دین صاحب رضی اللہ عنہ اور نانا حضرت چنن دین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، معاملہ فہم، زیرک، لین دین کے کھرے، بہت ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ کتب اور الفضل کا مطالعہ بڑی باقاعدگی سے کرتے تھے۔ ایم ٹی اے بڑے شوق سے دیکھتے۔ خدمت خلق کے کاموں میں خوش دلی سے حصہ لیتے تھے۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔ جماعتی نظام کو ہر چیز پر فوقیت دیتے تھے۔ جماعت کی ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ گوجر خان میں بطور نائب صدر سات سال جبکہ بطور صدر اڑتالیس سال خدمت کی توفیق پائی۔ آپ چنگا بنگیال کی جماعت کے صدر بھی رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی وفات پا چکی ہیں۔ ان سے آٹھ بچے پیدا ہوئے جن میں سے تین کم سنی میں فوت ہو گئے اور ایک بیٹی اپنی فیملی سمیت یو کے آئی اور وہ بھی کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد فوت ہو گئیں۔ دوسری اہلیہ سے کوئی اولاد نہیں ہے۔

(3) مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ملک محمد مبارک صاحب (سرگودھا شہر)

21 نومبر 2022ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کو شادی کے بعد احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ 1974ء کے بعد بہن بھائیوں نے مخالفت شروع کر دی۔ مرحومہ نے بھی جماعتی غیرت کی وجہ سے اپنے بہن بھائیوں سے رابطہ ختم کر دیا۔ 1995ء میں اپنے اکلوتے بھائی کی وفات پر اپنے احمدی سسرال کے ہمراہ دوالمیال گئیں تو وہاں ان کے میکے والوں نے کہا کہ آپ اکیلی تعزیت کیلئے یہاں رہ سکتی ہیں لیکن آپ کے احمدی سسرال یہاں نہ رہیں تو مرحومہ ان کے اس رویہ کی وجہ سے فوراً اپنے سسرالی افراد کے ہمراہ واپس آ گئیں۔ پنجوقتہ نمازوں اور تہجد اور قرآن کریم کی تلاوت کی پابند تھیں۔ خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab, Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان   لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ   فون نمبر: +91-96465-61639, +91-85579-01648

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

تحویل قبلہ

باوجود جنگ وجدال کی بے انتہا مصروفیت کے تکمیل وتاسیس مذہب کا کام نہیں رک سکتا تھا کیونکہ بعثت نبویؐ کی یہی علت اولیٰ تھی۔ پنجگانہ نماز مکہ میں ہی شروع ہو چکی تھی۔ مدینہ میں باجماعت نماز کے التزام نے اذان کی ضرورت محسوس کرائی اور اسکا انتظام کیا گیا۔ مگر مسلمانوں کا قبلہ ابھی تک بیت المقدس تھا اور مکہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں بھی یہی طریق جاری رہا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ سے یہ خواہش تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ مکہ کے کعبہ کو قرار دیا جاوے، کیونکہ وہ خدا کی عبادت کا پہلا گھر تھا جو دنیا میں تعمیر ہوا اور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور عربوں کے جدِّ اعظم اسماعیل ذبیح اللہ کی یادگار بھی اسی گھر سے وابستہ تھی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد و مسکن اور اسلام کا مبدء ومنبع ہونے کی حیثیت میں بھی کعبہ ہی مسلمانوں کا قبلہ بننے کا حق دار تھا، لیکن چونکہ ابھی تک کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپؐ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے اور یہ سلسلہ ہجرت کے سولہ سترہ ماہ بعد تک جاری رہا، لیکن اب وقت آگیا تھا کہ مسلمانوں کو ان کے اصل قبلہ پر قائم کر دیا جاوے۔ چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال شعبان کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ حکم الٰہی کے نزول کی محرک ہوئی اور یکلخت مسلمانوں کا رخ بیت المقدس کی طرف سے کعبہ کی طرف پھر گیا۔ قرآن شریف میں جو آیات اس بارہ میں نازل ہوئیں وہ یہ ہیں۔

سَیَقُوۡلُ السُّفَہَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىہُمۡ عَنۡ قِبۡلَتِہِمُ الَّتِیۡ کَانُوۡا عَلَیۡہَا ؕ قُلۡ لِّلّٰہِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ ؕ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ...... وَمَا جَعَلۡنَا الۡقِبۡلَۃَ الَّتِیۡ کُنۡتَ عَلَیۡہَاۤ اِلَّا لِنَعۡلَمَ مَنۡ یَّتَّبِعُ الرَّسُوۡلَ مِمَّنۡ یَّنۡقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیۡہِ ؕ وَاِنۡ کَانَتۡ لَکَبِیۡرَۃً اِلَّا عَلَی الَّذِیۡنَ ہَدَی اللّٰہُ ؕ...... قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡہِکَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبۡلَۃً تَرۡضٰہَا ۪ فَوَلِّ وَجۡہَکَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَحَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡہَکُمۡ شَطۡرَہٗ ؕ...... وَلِکُلٍّ وِّجۡہَۃٌ ہُوَ مُوَلِّیۡہَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ ؕ۟ اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یَاۡتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ

’’ضرور بیوقوف لوگ اعتراض کریں گے کہ مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے کس بات نے پھیر دیا جس پر کہ وہ تھے۔ تو کہہ دے کہ مشرق ومغرب اللہ ہی کیلئے ہے وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف راستہ دکھا دیتا ہے اور اَے رسول! ہم نے تیرے پہلے قبلہ کو تو صرف اس امتحان کے طور پر رکھا تھا کہ یہ ظاہر ہو جاوے کہ کون خدا کے رسول کی سچی اتباع اختیار کرتا ہے اور کون اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے اور بے شک پہلا قبلہ طبائع پر ایک بوجھ رہا ہے سوائے ان لوگوں کے جو اللہ کی طرف سے ہدایت پر قائم ہیں اور اے رسول! ہم دیکھتے ہیں کہ تیری توجہ قبلہ کے معاملہ میں آسمان کی طرف لگی ہوئی ہے کہ کب کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرنے کا حکم اترتا ہے۔ لہٰذا اب ہم پھیر دیتے ہیں تجھے اس قبلہ کی طرف جو تجھے پسند ہے۔ پس اَے رسول اپنے رخ کو مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور اے مسلمانو! جہاں کہیں بھی تم ہو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف رکھا کرو اور جانو کہ ہر قوم کیلئے توجہ کی ایک خاص سمت ہوتی ہے اور گو ہم نے تمہاری ظاہری سمت کعبہ کو مقرر کیا ہے لیکن یاد رکھو تمہاری باطنی سمت نیکیوں کی طرف بڑھنا ہونی چاہئے اور اس ظاہر وباطن کی یکجہتی سے یہ فائدہ ہوگا کہ تم خواہ دنیا کے کسی حصہ میں پھیلے ہوئے ہو گے تم میں اتحاد رہے گا۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے اس پر قدرت رکھتا ہے۔‘‘

ان آیات قرآنی میں جہاں تحویل قبلہ کا حکم ہے وہاں قبلہ کی حکمت اور ضرورت بھی بیان کی گئی ہے کہ اس سے قوم میں ظاہری یکجہتی اور اتحاد فی الصورت قائم رہتے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شروع شروع میں اللہ تعالیٰ نے ایک عرصہ تک مسلمانوں کو بیت المقدس کے قبلہ پر اس مصلحت سے قائم رکھا تھا کہ وہ مشرکین عرب کیلئے جن کی ساری توجہ کا مرکز کعبہ تھا بطور ایک امتحان کے رہے اور وہ اپنے اندر ایمان کی خاطر قربانی کرنے کی روح پیدا کریں، لیکن جب آزمائش کا مناسب زمانہ گزر گیا تو اصل قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ اس موقع پر سر ولیم میور نے اعتراض کیا ہے کہ شروع شروع میں مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے اس لئے نماز پڑھتے تھے تا کہ اس طرح مدینہ کے یہودیوں کو اپنی طرف مائل کریں، لیکن جب دیکھا کہ وہ اس داؤ میں نہیں آتے تو رخ بدل کر کعبہ کی طرف کر لیا گیا تا کہ مشرکین عرب کو خوش کرنے کی کوشش کی جاوے۔ تعصب بے شک انسان کو اندھا کر دیتا ہے لیکن اگر سر ولیم جیسا قابل شخص جو ہندوستان کے ایک بہت بڑے صوبے کا کامیاب حاکم رہ چکا ہے اسلام کے متعلق ایسی بے بنیاد باتیں کرے تو جائے تعجب ضرور ہے، مگر حقیقت ایسی واضح ہے کہ کسی کے چھپائے چھپ نہیں سکتی۔ جو طریق عمل ہجرت سے کئی سال پہلے مکہ میں جاری ہوا ہوا اور مدینہ جانے پر چند ماہ کے بعد منسوخ کر دیا ہو اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ وہ یہود مدینہ کو خوش کرنے کیلئے جاری کیا گیا تھا اور اسکی منسوخی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ مشرکین کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے وقوع میں آئی تھی کسی عقل مند کو دھوکے میں نہیں ڈال سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلا قبلہ مشرکین کیلئے بطور ایک امتحان کے تھا اور اس امتحان کا وقت ہجرت سے پہلے ہی مناسب تھا، لیکن چونکہ مدینہ میں بھی مشرکین بستے تھے اس لئے مدینہ کے ابتدائی ایام میں بھی وہ امتحان جاری رہا۔ مگر جب مشرکین مدینہ قریباً مفقود ہو گئے تو اس امتحان کی ضرورت نہ رہی اور تحویل قبلہ کا حکم نازل ہو گیا اور اس حکم میں دو مصلحتیں تھیں۔ ایک یہ کہ مسلمان اپنے اصل قبلہ پر قائم ہو گئے اور دوسرے یہ کہ نیا قبلہ یہود کیلئے ایک امتحان بن گیا جیسا کہ پہلا قبلہ مشرکین کیلئے امتحان تھا۔ پس حقیقت وہ نہیں جو میور صاحب کے خامۂ تعصب نے خلق کی ہے بلکہ اسکے بالکل برعکس ہے اور قرآن جس کی شہادت کی تاریخی حیثیت کو میور صاحب نے سب شہادتوں سے بڑھ کر قرار دیا ہے اس کا شاہد ہے۔

صیامِ رمضان

نماز سے اتر کر اسلامی عبادات کا دوسرا بڑا رکن روزہ ہے۔ دراصل اسلام نے مختلف قسم کی عبادات مختلف قسم کے تزکیۂ نفس کو مدنظر رکھ کر شروع کی ہیں۔ یعنی اگر نماز ایک رنگ میں انسان کی آلائشوں اور کمزوریوں کو دور کرتی ہے اور اسے خدا کا مقرب بننے کے قابل بناتی ہے تو روزے کسی دوسرے رنگ میں یہ کام سرانجام دیتے ہیں اور زکوٰۃ ایک تیسرے میدان کیلئے مقرر ہے اور حج ان تینوں کے علاوہ ایک چوتھا مقصد ہے اور اس طرح مختلف عبادتیں مختلف مقاصد کو پورا کرتی ہیں اور مختلف جہات سے انسان کی اصلاح اور ترقی کے کام میں مد ہوتی ہیں اور اگر غور کیا جاوے تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس ترتیب سے اسلامی عبادات کے مختلف ارکان شروع ہوئے ہیں وہی ان کی اہمیت کی ترتیب بھی ہے۔ یعنی سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ وسیع طور پر انسانی اخلاق اور روحانیت پر اثر ڈالنے والی عبادت وہ ہے جو سب سے پہلے قائم کی گئی اور اس کے بعد اس سے کم درجہ کی قائم کی گئی اور اسکے بعد اس سے کم کی وعلیٰ ھذا القیاس۔ اور جو لوگ عبادات کو محض ایک رسم کے طور پر ادا نہیں کرتے اور ان کے اثر کو اپنے نفوس میں مطالعہ کرنے کے عادی ہیں وہ یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں کہ عبادات میں اول نمبر نماز کا ہے اور پھر اس سے اتر کر روزہ کا اور پھر دوسری عبادات کا۔ بہرحال اس وقت تک صرف نماز مشروع ہوئی تھی اور اب ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی آمد پر روزوں کا بھی آغاز ہوا۔ یعنی یہ حکم نازل ہوا کہ رمضان کے مہینہ میں تمام بالغ مسلمان مرد وعورت باستثناء بیماروں اور ناتوانوں کے اور باستثناء مسافروں کے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہر قسم کے کھانے پینے سے پرہیز کریں اور ان اوقات میں خاوند بیوی کے مخصوص تعلقات سے بھی پرہیز کیا جاوے اور روزوں کے ایام کو خصوصیت کے ساتھ ذکر الٰہی اور قرآن خوانی اور صدقہ وخیرات میں گزارا جاوے اور روزوں کی راتوں میں مخصوص طور پر نماز تہجد کا التزام کیا جاوے وغیر ذالک۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ آپؐ کا رمضان گویا ایک مجسم عبادت کا رنگ رکھتا تھا اور گو یوں تو آپؐ کی ساری زندگی ہی عبادت تھی، مگر روزوں میں آپؐ خصوصیت سے بیشتر حصہ وقت کا نوافل اور ذکر الٰہی میں گزارتے تھے اور راتوں کو کثرت کے ساتھ جاگتے تھے اور رمضان میں آپؐ اتنا صدقہ وخیرات کرتے تھے کہ صحابہؓ نے اس کو ایک تیز ہوا کے ساتھ تشبیہہ دی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہ لائے۔ نیز روزہ کی روح کو زندہ رکھنے کیلئے آپؐ ہمیشہ صحابہ کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ یہ نہ سمجھو کہ بس کھانا پینا چھوڑنے کی رسم ادا کر کے تم خدا کے نزدیک روزہ دار شمار ہو جاؤ گے بلکہ تمہیں روزہ کی اصل روح کو ملحوظ رکھنا چاہئے تا کہ اس سے تمہارے اندر طہارت نفس اور ضبط خواہشات اور مادۂ قربانی اور غرباء کی امداد کا احساس پیدا ہو اور فرماتے تھے کہ وہ شخص بہت بدقسمت ہے جس کو کوئی رمضان میسر آئے اور پھر اس کے گزشتہ گناہ معاف نہ ہوں۔ آپؐ نوافل کے طور پر بھی روزہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے مگر آپؐ کی یہ سنت تھی کہ آپؐ ہر بات میں میانہ روی کا حکم دیتے تھے۔ چنانچہ آپؐ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ کوئی شخص مسلسل روزے ہی رکھتا چلا جاوے اور فرماتے تھے کہ انسان پر خدا نے اسکے نفس کا بھی حق رکھا ہے اور اسکی بیوی کا بھی حق رکھا ہے اور اسکے بچوں کا بھی حق رکھا ہے اور اسکے دوستوں کا بھی حق رکھا ہے اور ہمسایوں کا بھی حق رکھا ہے اور اسی طرح دوسرے حقوق ہیں اور ان میں سے ہر حق کو خدا کی شریعت اور منشاء کے ماتحت ادا کرنا عبادت میں داخل ہے۔ پس ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ کوئی شخص ایک خاص عبادت پر زور دے کر دوسرے حقوق کو نظر انداز کر دے۔ غرض اس طرح اس سال رمضان کے روزے فرض ہو گئے اور اسلامی عبادات میں دوسرے رکن کا اضافہ ہوا، لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح پنجگانہ نماز فرض ہونے سے قبل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رنگ میں نفلی نماز پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ اسی طرح رمضان کے روزے فرض کئے جانے سے پہلے آپؐ نفلی روزے بھی رکھتے تھے، مگر وہ اس طرح باقاعدہ اور معیّن اور مؤقت صورت میں مشروع نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے قبل آپؐ یوم عاشورہ یعنی محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھا کرتے تھے اور صحابہ کو بھی اس کی تحریک فرماتے تھے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 334 تا 337، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(960) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مَیں حسب معمول قادیان گیا۔ وہاں دیکھا تو ہمارے ایک دوست برکت علی گول کمرہ میں بیمار پڑے ہیں اور تپ محرقہ سے زبان بند ہو چکی تھی۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ عرق گاؤ زبان اور شربت بنفشہ اسکے مُنہ میں ڈالو۔ مَیں شام تک اسی طرح کرتا رہا۔ اسی روز امرتسر سے ایک کاتب آیا جس کو حضور علیہ السلام نے بلایا تھا چونکہ ازالہ اوہام کی کاپی شروع ہونی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ آج تو ہمارے ایک دوست بیمار ہیں کل کام شروع کرایا جائیگا۔ میاں برکت علی صاحب حافظ حامد علی صاحب کے بہنوئی اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ کے والد ماجد تھے۔ صبح ہوتے ہی حضور نے فرمایا کہ میاں حامد علی ان کو گھر لے جاؤ۔ اس پر اُن کو فیض اللہ چک لایا گیا اور فیض اللہ چک آتے ہی فوت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(961) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جس وقت آتھم کے متعلق یہ مشہور ہوا کہ وہ میعاد کے اندر فوت نہیں ہوا تو حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ دیہات میں روٹیاں پکوا کر تقسیم کرو اور کہو کہ یہ روٹیاں فتح اسلام کی روٹیاں ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے حضرت صاحب کی مراد یہ تھی کہ پیشگوئی اپنی شرائط کے مطابق پوری ہو گئی ہے اور آتھم کا میعاد کے اندر نہ مرنا بھی پیشگوئی کی صداقت کی علامت تھا کیونکہ اس نے خائف ہو کر رجوع کیا تھا۔ پس آپ چاہتے تھے کہ اس خوشی کا دیہات میں چرچا کیا جاوے۔

(962) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارے والد صاحب مرحوم مرض الموت سے بیمار تھے تو ہم کو بوقت دوپہر الہام ہوا۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ہم نے خیال کیا کہ شاید والد صاحب کا آج ہی شام کے بعد انتقال ہوگا اور ہمارے دل میں فکر پیدا ہوا کہ ہمارے لئے کوئی اور کام یا روزگار کی صورت نہیں۔ صرف آپ کی پنشن اور تعلقہ داری پر ہی گذارہ ہوتا تھا اور اس پر معاً الہام ہوا ''الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ'' یعنی کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں۔ سبحان اللہ! خدا نے اپنی کفالت کا کیا ثبوت دیا کہ ہزارہا مہمان اور ہزاروں کام سلسلہ کے کس طرح اس الہام الٰہی کے تحت انجام پذیر ہو رہے ہیں اور آپ نے اس الہام کو اپنی مُہر میں کھدوالیا تھا۔

(963) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قادیان بٹالہ کے سفر میں یکّہ، پالکی اور بہلی میں سوار ہوتے دیکھا ہے مگر گھوڑے پر نہیں دیکھا لیکن سُنا ہے کہ جوانی میں گھوڑے کی سواری بہت فرمائی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پالکی سے مراد وہ سواری ہے جسے کہار لوگ کندھوں پر اٹھاتے ہیں اور وہ کندھوں کے برابر ہی اونچی رہتی ہے۔

(964) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کیلئے زیادہ تر بسراواں یا بُٹّر کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ کبھی کبھی ننگل یا بٹالہ کی سڑک پر بھی جاتے تھے اور شاذ و نادر کسی اور طرف بھی اور عام طور پر ڈیڑھ سے دو میل تک باہر نکل جاتے تھے اور جب حضرت صاحب سیر کو جاتے یا گھر میں ٹہلتے تو تیز قدم چلا کرتے تھے۔ آپ کی چال مستعد جوانوں کی سی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بسراواں قادیان سے مشرق کی طرف ہے اور بُٹّر شمال کی طرف ہے اور ننگل جنوب کی طرف ہے اور بٹالہ مغرب کی طرف ہے۔

(965) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں معراج الدین صاحب عمر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کے متعلق الفضل مورخہ 3/اگست 1937ء میں ایک مضمون شائع کرایا تھا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ:

''جن لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہے ان میں سے ایسے بہت اصحاب موجود ہیں جنہوں نے آپ کی زبان مبارک سے بار ہا سُنا کہ آپ اپنی عمر کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم پیدا ہوئے تو پھاگن کا مہینہ تھا (یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے ملک میں ہندی بکرمی سنہ مروج ہے اور اس پھاگن سے مراد وہی مروجہ بکرمی سن ہے) اور جمعہ کا روز تھا۔ پچھلی رات کا وقت تھا اور قمری حساب سے چاند کی چودھویں رات تھی۔ یہی بات اخی مکرمی حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب ''ذکر حبیب'' کے صفحہ نمبر 239 پر لکھی تھی جس کو ناظرین دیکھ سکتے ہیں۔

اگرچہ یہ بات مجھے یاد بھی تھی لیکن حال میں ''ذکر حبیب'' کے مطالعہ سے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ بیان مستحضر ہو گیا ہے اور مَیں نے تحقیق کرنا شروع کر دی کیونکہ میرے دل میں تحقیق کرنے کی زور سے تحریک پیدا ہوئی۔ خوش قسمتی سے میری مرتبہ کتاب تقویم عمری جو ایک سو پچیس برس کی جنتری کے نام سے بھی موسوم ہے۔ میرے سامنے آگئی اور مَیں نے غور سے اس کا مطالعہ کیا یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ولادت کے سال اور وقت کے متعلق فرمایا ہے، اس کی تلاش سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ آپ کی ولادت جس جمعہ کو ہوئی تھی وہ 14/ماہ رمضان المبارک 1247 ہجری کا دن تھا اور بحساب سمت بکرمی یکم پھاگن سمہ 1888 کے مطابق تاریخ تھی جو عیسوی سن کے حساب سے 17/فروری 1832ء کے مطابق ہوتی ہے۔ پس اس طریق سے حضور موصوف کی عمر ہر حساب سے حسب ذیل ثابت ہوتی ہے۔

(الف) بحساب سمت ہندی بکرمی آپ یکم پھاگن سمہ 1888 بکرمی کو پیدا ہوئے اور جیٹھ سمہ 1965 بکرمی کو آپ کا رفع ہوا۔ گویا ہندی بکرمی سالوں کی رو سے آپ کی عمر 76 سال چار ماہ ہوئی۔

(ب) عیسوی سال 17/فروری 1832ء کو آپ کی ولادت ہوئی اور 26/مئی 1908ء کو آپ اپنے خالق حقیقی رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ پس اس حساب سے آپ نے 76 سال دو ماہ اور 9 دن عمر پائی۔

(ج) سن ہجری مقدس کے مطابق آپ 14/رمضان المبارک 1247ھ کو پیدا ہوئے اور 9/ربیع الاول 1326ھ کو خدا سے جاملے۔ اس حساب سے آپ کی عمر 78 سال 5 ماہ اور 25 دن ہوئی۔ یعنی ساڑھے اٹھہتر سال ہوئی۔

اس سے اب صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت کی عمر الٰہی الہام کے مطابق 80 سال کے قریب ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں اپنی تحقیق روایت نمبر 613 میں درج کر چکا ہوں۔ میاں معراج الدین صاحب عمر کی تحقیق اس سے مختلف ہے لیکن چونکہ دوستوں کے سامنے ہر قسم کی رائے آجانی چاہئے اس لئے مَیں نے اسے درج کر دینا ضروری سمجھا ہے۔ ویسے میری رائے میں جس نتیجہ پر مَیں پہنچا ہوں وہ زیادہ صحیح اور درست ہے۔ واللہ اعلم۔

(966) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی کہ مجھے آجکل غم و ہم نے بہت تنگ کر رکھا ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ ہم نے ایک عرق تیار کیا ہے۔ وہ روز پی لیا کرو۔ شراب تو حرام ہے لیکن ہم نے یہ عرق خود حلال تیار کیا ہے۔ سو حضور متواتر ایک ماہ تک مجھے یہ عرق روزانہ ایک چھٹانک صبح ایک چھٹانک شام کو عنایت فرماتے رہے۔ پھر مَیں نے نسخہ دریافت کیا تو فرمایا کہ اس میں جدوار۔ عرق کیوڑا۔ بید مشک اور مشک یعنی کستوری پڑتی ہے۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کہ یہ تم سے تیار نہیں ہو سکے گا۔ یہاں سے ہی لے جاؤ۔ جب ختم ہو جائے تو لکھ دینا۔ ہم اور بھیج دینگے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سمجھ لیا ہوگا کہ سیٹھی صاحب کا غم و ہم کسی جسمانی عارضہ کی وجہ سے ہے۔ اس لئے آپ نے طبّی نسخہ تجویز فرمایا۔ ویسے بھی بعض ظاہری علاج دل میں فرحت اور امنگ پیدا کر دیتے ہیں۔

(967) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت لے کر واپس چلا تو حضور علیہ السلام وداع کرنے کیلئے باہر باغ کی طرف تشریف لے آئے۔ جب رخصت ہو کر مَیں یکّہ میں بیٹھنے لگا تو حضور فرمانے لگے کہ واپس چلو۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور یکّہ والا ناراض ہوگا۔ فرمایا کہ چار آنے کے پیسے ہم اس کو دیدینگے۔ چنانچہ حضور مجھے واپس لے آئے۔ افسوس میری بدبختی تھی کہ مَیں حضور کی منشاء کو نہ سمجھا اور پھر تیسرے چوتھے دن رخصت لے کر واپس چلا گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ غالباً اس وقت حضرت صاحب کو کوئی اشارہ ہوا ہوگا یا کسی وجہ سے حضور نے یہ سمجھا ہوگا کہ اس وقت سیٹھی صاحب کا سفر کرنا مناسب نہیں اس لئے روک لیا ہوگا۔

(968) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے ایک رجسٹری خط بھیجا۔ میں نے کھول کر دیکھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ مقدمہ سخت ہے اور حاکم اعلیٰ نے بھی ایماء کر دیا ہے کہ سزا ضرور دو۔ اس صورت میں مبشر الہامات شاید محکمہ اپیل میں پورے ہوں۔ سو ایسا ہی ہوا کہ حاکم نے پانچ صد روپیہ جرمانہ کیا۔ جو اپیل میں واپس آ گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مولوی کرم دین والے مقدمہ کا واقعہ ہے۔

(969) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا کہ حضور غلام نبی کو مراق ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔ یہ طبیعتوں کی مناسبت ہے۔ جس قدر ایسے آدمی ہیں کھچے چلے آوینگے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جیسا کہ روایت نمبر 19، 360، 369/1 میں تشریح کی جاچکی ہے اس سے طبّی اصطلاح والا مراق مراد نہیں بلکہ حس کی غیر معمولی تیزی اور طبیعت کی ذکاوت مراد ہے۔ جس کے اندر یہ احساس بھی شامل ہے کہ جب ایک کام کا خیال پیدا ہو تو جب تک وہ کام ہو نہ جاوے چین نہ لیا جاوے اور اسکی وجہ سے طبیعت میں گھبراہٹ رہے۔

(970) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن بڑی مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسجد کے ساتھ جو گھر ہندوؤں کے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ اگر مسجد میں شامل ہو جائے تو مسجد فراخ ہو جاوے۔ حضور کے چلے جانے کے بعد حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا کہ آج مرزا نے یہ سارے مکان لے لئے۔ سو اب آکر حضور علیہ السلام کا وہ ارشاد پورا ہوا کہ یہ مکانات مسجد میں مل گئے۔ ہمارا تو اس وقت بھی ایمان تھا کہ حضرت صاحب کی سرسری باتیں بھی پوری ہو کر رہیں گی کیونکہ حضور بن بلائے بولتے نہ تھے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح لندن کی نوتعمیر شدہ عمارت کا افتتاح فرمایا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4/مارچ 2023ء کو مسجد بیت الفتوح لندن کی نوتعمیر عمارت کا افتتاح فرمایا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 5:30 بجے مسجد بیت الفتوح تشریف لائے۔کچھ دیر بعد حضور انور بیت الفتوح کے داخلی دروازہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے یادگاری پودا لگایا۔بعد ازاں مسجد بیت الفتوح کی جدید عمارت کی افتتاحی تختی کی نقاب کشائی کے بعد دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور نے مسجد کا معائنہ فرمایا جس کے بعد نماز مغرب و عشاء پڑھانے کیلئے حضور مسجد تشریف لے گئے۔

19/اکتوبر 1999ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الفتوح کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔3/اکتوبر 2003ء کو جب اس کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچی تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا افتتاح فرمایا تھا۔

26/ستمبر 2015ء کو ایک افسوسناک حادثے کے نتیجے میں مسجد بیت الفتوح کے ایک حصہ میں آگ لگ گئی جس کے باعث ناصر ہال اور نور ہال سمیت پہلی منزل پر موجود جماعت یوکے کے دفاتر وغیرہ جل گئے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد، ایم ٹی اے کے دفاتر اور سٹوڈیوز نیز طاہر ہال نقصان سے معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔

حضور انور کی راہنمائی میں مسجد بیت الفتوح کے جلے ہوئے حصوں کی تعمیر نو کا لائحہ عمل بنایا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ جس حصے میں آگ لگی تھی اسے مکمل طور پر گرا کر نئی عمارت تعمیر کی جائے۔مختلف آرکیٹیکٹس سے اس سلسلہ میں رابطہ کیا گیا جنہوں نے نئی تعمیر کیلئے ڈیزائن بنا کر بھجوائے۔ یہ سب ڈیزائن حضور انور کی خدمت میں پیش کئے گئے۔حضور انور نے ان میں سے John McAslan کے ڈیزائن کو پسند فرمایا اور اسکی منظوری عطا فرمائی۔حضور انور نے دو مناروں اور ایک گنبد کا اضافہ فرمایا جو ڈیزائن میں شامل نہیں تھے۔

4/مارچ 2018ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الفتوح کی تعمیر نو کا سنگ بنیاد رکھا جس کے بعد تعمیر نو کے کام کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔نئی عمارت پانچ منزلوں پر مشتمل ہے جس میں دو بڑے ایوان (Halls) ہیں۔ زیریں منزل پر ناصر ہال ہے جبکہ پہلی منزل پر نور ہال ہے۔ دونوں ایوانوں میں تقریباً پانچ سو افراد کی گنجائش موجود ہے۔ یہ ہال مختلف تقریبات و اجلاسات کیلئے استعمال ہو سکیں گے۔اسی طرح پہلی منزل پر ذیلی تنظیموں کے دفاتر ہیں جبکہ دوسری منزل پر جماعت یو.کے کے دفاتر بنائے گئے ہیں۔تیسری اور چوتھی منزل پر مرکزی مہمانان کیلئے رہائشی کمرے بنائے گئے ہیں جن کے ساتھ بیت الخلاء بھی attached ہیں نیز ہر منزل پر مہمانوں کی سہولت کیلئے کچن بھی بنائے گئے ہیں۔اس عمارت کی تعمیر میں مارکیٹ میں موجود جدید ترین ٹیکنالوجی استعمال کی گئی ہے۔heating کا بہت عمدہ انتظام ہے۔ energy efficiency بھی بہت زبردست ہے۔ عمارت کے کمروں کے ماحول کو صارفین کیلئے بہت ہی پرسکون اور آرام دہ بنایا گیا ہے۔عمارت میں بڑی بڑی کھڑکیاں بنائی گئی ہیں جن کے ذریعہ قدرتی روشنی اور تازہ ہوا باآسانی کمروں تک آسکے گی۔اس عمارت کے دونوں ہالز، دفاتر اور کمروں میں ایئر کنڈیشننگ وغیرہ کا انتظام بھی ہے۔ اسی طرح عمارت کے اوپر solar pannels بھی رکھے گئے ہیں جو اس عمارت کی پچیس فیصد تک energy مہیا کر سکیں گے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 10/مارچ 2023ء)

......☆......☆......☆......

جماعت احمدیہ برطانیہ کے سترہویں نیشنل امن کانفرنس کا کامیاب انعقاد
حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کی امن کانفرنس میں شرکت اور بصیرت افروز خطاب

مورخہ 4/مارچ 2023ء بروز ہفتہ مسجد بیت الفتوح کی نوتعمیر شدہ عمارت میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی سترہویں نیشنل امن کانفرنس کا کامیاب انعقاد ہوا۔ کورونا وبا کے باعث تین سال کے وقفے کے بعد امن کانفرنس منعقد ہوئی جس میں چالیس ممالک کی نمائندگی ہوئی۔اس بابرکت موقع پر سیّدنا وامامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس تشریف لائے اور کانفرنس کے شرکاء سے بصیرت افروز خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے توسط سے پوری دنیا میں براہِ راست سنا اور دیکھا گیا۔

نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد 6 بجکر 39 منٹ پر حضور انور آفتاب خان لائبریری سے ملحقہ نمائش میں تشریف لائے جہاں معززین پہلے سے موجود تھے۔حضور انور نے بعض مہمانوں سے تعارف حاصل کیا۔حضور نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد حضور انور میٹنگ ہال میں تشریف لے گئے جہاں گذشتہ سالوں (2019ء اور 2022ء) میں The Ahmadiyya Muslim Prize for the Advancement of Peace کے حقدار ٹھہرنے والے مہمانوں کے علاوہ بعض دیگر معززین نے بھی حضور انور سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

بعد ازاں حضور انور ناصر ہال میں تشریف لائے جہاں پر موجود افراد نے حضور انور کا دیدار کیا۔حضور انور کی آمد پر ہال نعرہائے تکبیر سے گونج اٹھا۔بعد ازاں حضور انور 7 بجکر 9 منٹ پر طاہر ہال میں تقریب کیلئے تشریف لے گئے جہاں پر موجود افراد پہلے سے اپنی نشستوں پر موجود تھے۔حضور انور کرسئ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔حضور انور کے دائیں اور بائیں کل 16/معززین بیٹھے تھے۔اسٹیج کی پچھلی جانب دیوار پر اوپر خوبصورت انداز میں کلمہ طیبہ کے دائیں اور بائیں بالترتیب آیات کریمہ 'اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ' اور 'لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ' مع انگریزی ترجمہ لکھیں تھیں۔اسٹیج کے بیک گراؤنڈ میں مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو کی تصویر لگائی گئی تھی۔

تلاوت قرآن کریم اور اسکے انگریزی ترجمہ کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ یو.کے نے افتتاحی خطاب فرمایا بعد ازاں سیکرٹری صاحب امور خارجہ نے وزیر اعظم برطانیہ رشی سونک کا تہنیتی پیغام پڑھا جس میں اس بات کا ذکر تھا کہ یہ بہت زبردست امر ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر یہ تقریب منعقد کر رہی ہے۔ جماعت کی مساعی قابلِ ستائش ہے، جو عالمگیر امن کو فروغ دے رہی ہے۔اس موقع پر میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

اسکے بعد ایم پی Ed Davey لیڈر آف لبرل ڈیموکریٹک پارٹی و وائس چیئرمین آل پارٹی پارلیمنٹری گروپ فار احمدیہ کمیونٹی اور ایم پی Paul Scully نیز پٹنی کی ممبر آف پارلیمنٹ Fleur Anderson نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

بعد ازاں محترم امیر صاحب نے 2019ء اور 2022ء میں امن انعام حاصل کرنے والے افراد کا مختصر تعارف پیش کیا۔حضور انور نے دونوں انعام کے حقدار کو انعامات سے نوازا۔2019ء میں Barbara Hofmann اس انعام کیلئے نامزد ہوئی تھیں۔انہوں نے Beira (Mozambique) میں یتیموں کی فلاح و بہبود کیلئے اپنی زندگی وقف کردی۔2022ء کا چودھواں امن ایوارڈ ڈاکٹر Tadatoshi Akiba آف جاپان نے حاصل کیا انہوں نے کہا کہ مَیں اس ایوارڈ کو ہیروشیما اور ناگاساکی کے متاثرین اور کارکنان کے نام کرتا ہوں۔

بعدہ ٹھیک 8 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ منبر پر تشریف لائے۔تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔سب سے پہلے مَیں آپ سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب ہماری اس تقریب میں شرکت کیلئے تشریف لائے۔گزشتہ برسوں میں کورونا وبا کے باعث ہم اس تقریب کا انعقاد نہیں کر پا رہے تھے تاہم اب اس اعتبار سے نہایت خوشی اور مسرت کا موقع ہے کہ ہم اپنے نئے اور پرانے دوستوں کے ہمراہ آج اس تقریب میں شریک ہیں۔آج امن کانفرنس کے ساتھ مسجد بیت الفتوح کی تعمیر نو کا بھی موقع ہے اور اس طرح یہ دونوں تقاریب اکٹھی ہو گئی ہیں۔ مَیں آج مساجد کی غراض و مقاصد اور امن عالم کے قیام اور اسکے طریق کے متعلق مختصراً کچھ ذکر کروں گا۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا مکمل متن آئندہ کسی شمارہ میں انشاء اللہ شائع ہوگا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 10/مارچ 2023ء)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

کے حق کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بستی میں جاؤ تو تین دن تک کی ضیافت کا تم کو حق ہے۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر بستی والے نہ دیں۔فرمایا چھین کر بھی لے سکتے ہو۔(ابوداؤد، جلد ثالث، کتاب الاطعمۃ، باب ماجاء فی الضیافۃ) یہ حکم اس وقت کیلئے ہے جب اسلامی تمدن جاری ہو کیونکہ ان ایام میں دوسرے لوگ اس سے ضیافت کا حق لے سکیں گے۔ اس حکم کو اگر دنیا میں جاری کیا جائے تو بہت سی خرابیاں جو ہوٹلوں اور سراؤں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں دنیا سے دور ہو جائیں اور غرباء کیلئے بھی دنیا کا سفر جو اعلیٰ تربیت کا ایک ذریعہ ہے آسان ہو جائے مگر افسوس کہ خود مسلمانوں نے بھی اس حکم کو بھلا رکھا ہے۔

مسافروں سے حسن سلوک کا یہ عام حکم دنیا سے بہت سے فتنے مٹانے کا موجب ہے کیونکہ لڑائی جھگڑا منافرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس طرح مہمان نوازی کا رواج ہو تو منافرت دور ہو جائے اور گاؤں اور ملکوں کے جھگڑے مٹ جائیں۔ وہ لوگ جو کسی دوسرے ملک کی مہمان نوازی سے فائدہ اٹھا چکے ہوں کبھی بھی جلدی سے ان کے خلاف لڑنے پر آمادہ نہ ہونگے سوائے خبیث ارواح کے جو نسبتاً تھوڑی ہوتی ہیں۔ نیز اس حکم سے گاؤں اور قصبوں کے نظام کی بنیاد بھی پڑتی ہے کیونکہ مہمان نوازی سارے گاؤں پر واجب کی گئی ہے۔پس اس حکم کے پورا کرنے کیلئے ہر گاؤں والے ایک ایسے نظام کی پابندی پر مجبور ہونگے جسکے ماتحت سارا گاؤں مہمانوں کی خدمت کر سکے اور یہ نظام ان کے دوسرے کاموں میں بھی مفید ثابت ہوگا۔

لَا تُبَذِّرْ۔ پھر فرمایا کہ اوپر کے احکام میں مال کو خرچ کرنے کی جو نصیحت کی گئی ہے۔اس کا یہ مطلب نہ سمجھنا کہ مال کو لٹا دینا چاہیئے، ہم نے انہی اخراجات کا حکم دیا ہے جو ضروری ہیں بے فائدہ مال لٹانے کا حکم نہیں دیا۔

ابن مسعود کا قول ہے اَلتَّبْذِیْرُ ـ اَلْاِنْفَاقُ فِیْ غَیْرِ حَقٍّ۔ یعنی ناجائز خرچ کو تبذیر کہتے ہیں۔ پس اس حکم میں دینی انفاق شامل نہیں۔دین کی کسی ضرورت کیلئے اگر کوئی اپنا سارا مال بھی خدا کی راہ میں دیدے تو وہ مبذّر نہ ہوگا کیونکہ اس نے بے جا خرچ نہیں کیا۔

قرآن مجید میں فضول خرچی کی دوسری جگہ تشریح یوں فرمائی ہے وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا (فرقان رکوع 6) کہ نہ تو اسراف کرنا چاہئے اور نہ کنجوسی سے کام لینا چاہئے مگر میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 323 تا 324، مطبوعہ قادیان 2010ء)

......☆......☆......☆......

بقیہ اہم سوال وجواب از صفحہ نمبر 2

طرف توجہ دلائیں کہ اس کی نظر ثانی کا کام جلد مکمل کریں۔

سوال بلاد عرب میں کسی شخص کے نبوت اور مجددیت کا دعویٰ کرنے پر اس فعل کے ردّ میں ایک عرب احمدی کی طرف سے لکھے جانے والے مضمون اور اس مضمون پر ربوہ سے بعض علماء کی طرف سے موصول ہونے والے موقف کے بارے میں انچارج صاحب عربک ڈیسک یوکے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 6/نومبر 2021ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب دنیا کی ہدایت اور اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی یا مصلح کا مبعوث ہونا اس کی ایک ایسی نعمت ہے، جس کا دنیا میں کوئی بدل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کیلئے جب بھی کسی نبی یا مصلح کی ضرورت محسوس کی تو انسانیت پر رحم کرتے ہوئے اس نے کسی نبی یا مصلح کو ضرور دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہمیشہ سے اور ہمیشہ کیلئے جاری ہے اور کسی انسان کو حق نہیں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی اس سنت کو معطل قرار دے، کیونکہ قرآن وسنت میں ایسی کوئی نص موجود نہیں۔ تاہم آئندہ زمانوں میں اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا اظہار کس طریق پر ہوگا، یہ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور انبیائے سابقہ کے صحیفوں میں آنحضور ﷺ کے بعد ہمیں صرف ایک ہی جری اللہ فی حلل الانبیاء کی بشارت ملتی ہے۔

پھر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی اپنے بعد امت محمدیہ میں دو دفعہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی بشارت دی ہے۔ پہلی مرتبہ کے قیام کے بعد آپ نے اس نعمت کے اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا ہے لیکن دوسری مرتبہ اس نعمت کے قیام کی خوشخبری دینے کے بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، جس سے اس نعمت کے قیامت تک جاری رہنے کا استدلال ہوتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 6، صفحہ 285، مسند النعمان بن بشیرؓ)

آنحضور ﷺ کے غلام صادق اور اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارتوں کے تحت جہاں ایک طرف خود کو خاتم الخلفاء قرار دیا اور اپنے بعد کسی اور مسیح کے آنے کا انکار فرمایا وہاں دوسری طرف آپ نے اپنے بعد ہزاروں مثیل مسیح کی آمد کے امکان کا بھی ارشاد فرمایا۔

چنانچہ قرآن کریم کی مختلف آیات، احادیث نبویہ ﷺ اور دیگر مذاہب کی تاریخ سے استدلال کرتے ہوئے آپ نے انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہونے اور اسکے پانچویں ہزار سال میں آنحضور ﷺ کے مبعوث ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

’’اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں۔ اس کے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ زمانے سات ہی ہیں جو نیکی اور بدی میں تقسیم کئے گئے ہیں۔‘‘ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 186) آپؑ نے مزید فرمایا: ’’چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اسکے سر پر پیدا ہو اور اسکے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کیلئے بطور ظِل کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر بھی۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 208)

حضور علیہ السلام مجدد الف آخر بھی ہیں۔ جس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی بشارتوں کے تحت آپؑ کے ذریعہ جاری ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ میں آنے والے آپ کے خلفاء آپ کی پیروی اور اتباع کی برکت سے اپنے اپنے وقت کے مجدد بھی ہوں گے، اس لیے آپ کی پیروی اور اتباع سے باہر اب کسی مجدد کا آنا بھی محال ہے۔ حضور علیہ السلام اپنے بعد آنے والے مثیل مسیح کے آنے کے امکان کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذُرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کردے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 180، 179)

اس بارے میں آپؑ نے مزید فرمایا: ’’میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کیلئے میں مثیل مسیح ہوں اور دُوسرے کی انتظار بے سُود ہے اور یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ مثیل مسیح بہت ہو سکتے ہیں بلکہ احادیث نبویہ کا بھی یہی منشاء پایا جاتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 197) ایک اور جگہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ’’اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 251) فرمایا: ’’عیسیٰؑ ابن مریم نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا اور دوسرے عالم میں پہنچ کر یحییٰؑ کا ہم نشین ہوا کیونکہ اسکے واقعہ اور یحییٰ نبی کے واقعہ کو باہم مشابہت تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نیک انسان تھا اور نبی تھا مگر اسے خدا کہنا کفر ہے۔ لاکھوں انسان دنیا میں ایسے گزر چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ خدا کسی کے برگزیدہ کرنے میں کبھی نہیں تھکا اور نہ تھکے گا۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 29)

پس یہ اس سلسلہ کا وہ آخری ہزار سال ہے جس میں خدا تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق آپ کے روحانی فرزند اور غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاتم الخلفاء کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چونکہ یہ آخری ہزار سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہونے والی خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ کا دور ہے۔ اس لیے اگر کسی وقت دنیا کی اصلاح کیلئے کسی مصلح کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متبعین میں سے کسی ایسے شخص کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کرے گا جو وقت کا خلیفہ ہوگا لیکن خلیفہ سے بڑھ کر آپ کا مثیل اور مصلح ہونے کا مقام بھی اسے عطا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی جانے والی بشارتوں کے عین مطابق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقام پر فائز فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس موعود خلافت کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’پھر صرف خلافت کا سوال نہیں بلکہ ایسی خلافت کا سوال ہے جو موعود خلافت ہے۔ الہام اور وحی سے قائم ہونے والی خلافت کا سوال ہے۔ ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے اور پھر اسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ خلیفہ اوّل کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سُرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔‘‘ (رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء، خطابات شوریٰ، جلد دوم، صفحہ 18)

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 13/جنوری 2023)

128 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 29، 30 اور 31/دسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30 اور 31/دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
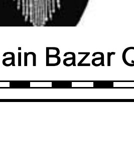
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
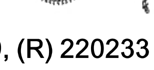
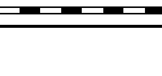
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

حضرت عثمان بن عفانؓ نے حضرت عمرؓ کے بارے میں کہا کہ انکا باطن انکے ظاہر سے بھی بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 9 / ستمبر 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلا کر کیا فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلایا اور فرمایا مجھے عمر کے متعلق بتاؤ تو انہوں نے یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا۔ اے رسول اللہ کے خلیفہ! اللہ کی قسم حضرت عمرؓ آپؓ کی جو رائے ہے اس سے بھی افضل ہیں سوائے اسکے کہ ان کی طبیعت میں سختی ہے۔

سوال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی رائے کے بعد کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ سختی اسلئے ہے کہ وہ مجھ میں نرمی دیکھتے ہیں۔ اگر امارت انکے سپرد ہوگئی تو وہ اپنی بہت سی باتیں جو اُن میں ہیں اسکو چھوڑ دیں گے کیونکہ میں نے انکو دیکھا ہے کہ جب میں کسی شخص پر سختی کرتا تو وہ مجھے اس شخص سے راضی کرنے کی کوشش کرتے اور جب میں کسی شخص سے نرمی کا سلوک کرتا تو اس پر مجھے سختی کرنے کا کہتے۔

سوال حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کیا فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت عثمان بن عفانؓ نے حضرت عمرؓ کے بارے میں کہا کہ انکا باطن انکے ظاہر سے بھی بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں۔

سوال حضرت ابوبکرؓ کی بیماری کے دنوں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے حضرت عمرؓ کی بابت کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ کی بیماری کے دنوں میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؓ نے حضرت عمرؓ کو لوگوں پر خلیفہ بنا دیا ہے حالانکہ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی موجودگی میں لوگوں سے کس طرح سلوک کرتے ہیں اور اس وقت کیا حال ہوگا جب وہ تنہا ہوں گے اور آپ اپنے رب سے ملاقات کریں گے اور وہ آپ سے رعیت کے بارے میں پوچھے گا۔

سوال حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی بات سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ لیٹے ہوئے تھے۔ آپؓ نے فرمایا مجھے بٹھا دو۔ جب اُن کو بٹھایا گیا اور وہ سہارا لے کر بیٹھے تو آپؓ نے کہا: کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ جب میں اپنے رب سے ملوں گا اور وہ مجھ سے پوچھے گا تو میں جواب دوں گا کہ میں نے تیرے بندوں میں سے بہترین کو تیرے بندوں پر خلیفہ بنایا ہے۔

سوال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کے ایام کون نماز پڑھاتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیماری کے ایام میں حضرت عمرؓ نماز پڑھاتے رہے۔

سوال حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتقال کب ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے منگل کی شام کو بتاریخ بائیس جمادی الآخر تیرہ ہجری کو تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپؓ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے دس روز رہا۔

سوال حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لبوں سے جو آخری الفاظ ادا ہوئے وہ کیا تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لبوں سے جو آخری الفاظ ادا ہوئے وہ قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ تھی کہ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف: 102) یعنی مجھے فرمانبردار ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے صالحین کے زمرے میں شمار کر۔

سوال حضرت ابوبکر صدیقؓ کی انگوٹھی کا نقش کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیقؓ کی انگوٹھی کا نقش نِعْمَ الْقَادِرُ اللہ تھا یعنی کیا ہی قدرت رکھنے والا ہے اللہ تعالیٰ۔

سوال کون کون حضرت ابوبکر کی تدفین کیلئے قبر پر اترے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تدفین کے وقت حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت طلحہ بن عبداللہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ قبر میں اترے اور تدفین کی۔

سوال حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا سبب کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سالم بن عبداللہؓ اپنے والد کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم تھا کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؓ کا جسم مسلسل کمزور سے کمزور تر ہوتا گیا یہاں تک کہ آپؓ کا انتقال ہوگیا۔

سوال حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ازواج اور اولاد کے بارے میں کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ازواج اور اولاد کے بارے میں ذکر ہے کہ آپؓ کی چار بیویاں تھیں۔ نمبر ایک قُتَیلہ بنت عَبْدُ الْعُزّٰی۔ نمبر دو جو اہلیہ تھیں وہ حضرت ام رُومَان بنت عامرؓ تھیں۔ تیسری حضرت اَسماءؓ بنت عُمَیس بن مَعبَد بن حارِث تھیں۔ چوتھی بیوی حضرت حَبِیبہ بنت خَارِجہ بن زید بن ابوزُہَیر تھیں۔ انکا تعلق انصار کی شاخ خزرج سے تھا۔ اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ پہلے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ۔ دوسرے حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ تھے۔ محمد بن ابوبکر تیسرے بیٹے تھے۔ آپ کے بچوں میں سے چوتھی حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ ہیں۔ پانچواں بچہ ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابوبکرؓ تھیں۔ چھٹی اولاد ام کلثوم بنت ابوبکر تھیں۔

سوال حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو ذات النطاقین کے لقب سے کیوں جانا جاتا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو ذات النطاقین کا لقب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسلئے دیا تھا کیونکہ ہجرت کے موقع پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اپنے والد کیلئے توشہ تیار کیا اور پھر اسکو باندھنے کیلئے کوئی چیز نہ ملی تو اپنے کمر بند کو پھاڑ کر توشہ باندھ دیا۔ کھانے کا جو انتظام کیا تھا وہ کھانا کمر کے کپڑے سے باندھ کردے دیا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ کیلئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کئے جانے کے متعلق کیا بیان ہوا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ میری قوم کو علم ہی ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا جس سے میں اپنے گھر والوں کی خوراک مہیا نہ کرسکتا۔ میری آمدنی اتنی تھی کہ آرام سے میں گھر چلا رہا تھا مگر اب میں مسلمانوں کے کاموں میں مشغول ہوگیا ہوں۔ سو ابوبکر کے اہل و عیال اب بیت المال سے کھائیں گے اور وہ یعنی ابوبکر مسلمانوں کیلئے اس مال میں کاروبار کرے گا اور تجارت سے ان کا مال بڑھاتا رہے گا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے سامانِ جنگ کی فراہمی کیلئے کیا انتظام کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے سامانِ جنگ کی فراہمی کیلئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ مختلف ذرائع سے جو آمدنی ہوتی تھی اسکا ایک معقول حصہ فوجی اخراجات کیلئے علیحدہ نکال لیتے تھے جس سے اسلحہ اور بار برداری کے جانور خریدے جاتے تھے۔ مزید جہاد کے اونٹوں اور گھوڑوں کی پرورش کیلئے بعض چراگاہیں مخصوص کردی تھیں۔

سوال جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے حضرت عائشہؓ کو کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ جب سے ہم خلیفہ ہوئے ہیں مَیں نے قوم کا کوئی دینار و درہم نہیں کھایا بلکہ معمولی کھانا اور موٹا لباس پہنتا رہا نیز مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں صرف یہ چیزیں ہیں؛ غلام، اونٹ اور چادر۔ لہٰذا میرے مرنے کے بعد ان تمام چیزوں کو عمر کو بھجوا دینا۔

سوال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ کے لشکر کو کن دس باتوں کی نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت اسامہؓ کے لشکر کو خطاب فرماتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں تم کو دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ تم خیانت نہ کرنا اور مالِ غنیمت سے چوری نہ کرنا۔ تم بدعہدی نہ کرنا اور مُثلہ نہ کرنا اور کسی چھوٹے بچے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بوڑھے کو اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ کھجور کے درخت کاٹنا اور نہ اس کو جلانا اور نہ کسی پھل دار درخت کو کاٹنا۔ نہ تم کسی بکری گائے اور اونٹ کو ذبح کرنا سوائے کھانے کیلئے۔ جب ضرورت ہو کرو، نہیں تو نہیں۔ اور تم کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے جنہوں نے اپنے آپ کو گرجوں میں وقف کر رکھا ہے۔ پس تم انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا انہیں کچھ نہیں کہنا جو راہب ہیں۔ اور تم ایسے لوگوں کے پاس جاؤ گے جو تمہیں مختلف قسم کے کھانے برتنوں میں پیش کریں گے۔ تم ان پر اللہ کا نام لے کر کھانا۔ اور تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو اپنے سر کے بال درمیان سے صاف کیے ہوں گے اور چاروں طرف پٹیوں کی مانند بال چھوڑے ہوں گے تو تلوار سے ان کی خبر لینا کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے والے اور جنگیں کرنے والے لوگ ہیں۔ اللہ کے نام سے روانہ ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں ہر قسم کے زخم سے اور ہر قسم کی بیماری اور طاعون سے محفوظ رکھے۔

......☆......☆......☆......

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق رکھے اور یہ کہ وہ راستے میں ایک دوسرے سے ملیں تو منہ پھیر لیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26 / اگست 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ ال عمران آیت نمبر 104 وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ اسکا ترجمہ ہے کہ: اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اسکی نعمت سے تم بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

سوال وہ رسی کون سی تھی جس کو پکڑ کر صحابہ کرام میں روحانی اور اخلاقی تبدیلی پیدا ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وہ رسّی تھی اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم، جو احکامات اور نصائح سے پُر ہے۔ جسکے حکموں پر سچے دل سے عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بن جاتا ہے۔ وہ رسّی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذات کہ آپؐ کے ہر حکم پر قربان ہونے کیلئے صحابہؓ ہر وقت منتظر رہتے تھے۔

سوال صحابیوں کے درمیان بھائی چارہ کس طرح کا تھا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسکے متعلق ایک واقعہ بیان فرمایا: حضور انور نے فرمایا کہ ایک جنگ کے بعد پانی پلانے والے مسلمان زخمیوں کے درمیان پھر رہے تھے، ایک پلانے والے نے ایک کراہ کی آواز سنی۔ جب وہ پانی پلانے والے اس کراہنے والے صحابیؓ کے پاس پہنچے جو زخموں سے چور تھے، جان کنی کی حالت تھی۔ پانی پلانے والے نے جب پانی انکے منہ کو لگایا تو اس وقت ایک اور کراہ کی آواز آئی، پانی مانگا گیا۔ پہلے زخمی نے کہا: نہیں، بہتر یہ ہے تم مجھے چھوڑو۔ مَیں اس سے بہتر حالت میں ہوں۔ وہ جس طرح مجھے دیکھ رہا ہے، اسی طرح پانی کی طرف دیکھ رہا ہے، پانی مانگ رہا ہے تم پہلے اس

زخمی کو پانی پلاؤ۔ پانی پلانے والے جب اس دوسرے زخمی کے پاس پہنچے تو پھر ایک طرف سے کسی کی کراہتے ہوئے پانی مانگنے کی آواز آئی۔ تو اس دوسرے زخمی نے کہا کہ نہیں وہ زخمی میرے سے زیادہ حقدار ہے، اس کو پانی دو۔ میں برداشت کرلوں گا۔ اس طرح جب پانی پلانے والے تیسرے صحابیؓ کے پاس پہنچے تو جب ان کے منہ کو پانی لگایا گیا تو پانی پینے سے پہلے ہی وہ اللہ کے حضور حاضر ہوگئے اور جب یہ پانی پلانے والے واپس دوسرے کے پاس پہنچے تو ان کی روح بھی قفس عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔ اور جب پہلے کے پاس پہنچے تو وہ بھی اللہ کے حضور حاضر ہوچکے تھے۔ تو دیکھیں اس آخری جان کنی کے لمحات میں بھی اپنے بھائی کی خاطر قربانی کی اعلیٰ مثالیں قائم کرتے ہوئے وہ تمام زخمی صحابہؓ اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔

سوال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اہل تقویٰ کیلئے کیا شرط بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’اہل تقویٰ کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کیلئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے‘‘ یعنی غرور اور تکبر غضب سے پیدا ہوتا ہے، غصے سے پیدا ہوتا ہے۔’’ اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔‘‘

سوال اگر دل تقویٰ میں ہو تو کیا کیا تبدیلیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر دل تقویٰ میں ہے تو اللہ تعالیٰ کے دین کی مضبوطی کی خاطر، اپنے ایمانوں میں مضبوطی کی خاطر ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی۔ اور اپنی اناؤں اور غصے کو دبانے کی توفیق ملتی رہے گی۔

سوال وہ معاشرہ کب قائم ہوگا جب مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل ہوگا؟

جواب اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاس۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (آل عمران:135) یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصّہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ جب ہم اس آیت کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں گے تب ایک حسین معاشرہ کا قیام عمل میں آئے گا۔

سوال اعلیٰ اخلاق دکھانے والے کون لوگ ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لڑائی جھگڑوں کو ختم کرنے کیلئے آپس میں محبت و پیار کی فضا پیدا کرنے کیلئے، ایک ہو کر رہنے کیلئے، اللہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کیلئے، جماعت کی مضبوطی اور وقار کیلئے، ایک دوسرے کے قصور معاف کرتے ہیں۔ اپنی جھوٹی اناؤں کو دباتے ہیں۔

سوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز کون ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شخص کی بابت کیا فرمایا جو سختی کرتا اور غضب میں جلدی آجاتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔‘‘

سوال اللہ تعالیٰ جھگڑوں اور فساد سے بچنے کیلئے کیا فرماتا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ وَاصۡبِرُوۡا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ترجمہ: اور اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سوال آپس میں تفرقہ کو دور کرنے کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا اصل ہمیں بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق رکھے اور یہ کہ وہ راستے میں ایک دوسرے سے ملیں تو منہ پھیر لیں۔ ان دونوں میں سے بہترین وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

سوال جو شخص کسی کی بے چینی، تکلیف اور دکھ کو دور کرے اور اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی کسی کی بے چینی اور اسکے کرب کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے کرب اور اسکی بے چینی کو دور کرے گا اور جو شخص کسی تنگ دست کیلئے آسانی مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کیلئے آسانی اور آرام کا سامان بہم پہنچائے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسکی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کیلئے کوشاں رہتا ہے۔

سوال آپس میں رنجشیں رکھنے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپس کی رنجشوں کو لمبا نہیں کرنا چاہئے اس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے جماعتی وقار کو نقصان پہنچاتا ہے۔ غیر اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

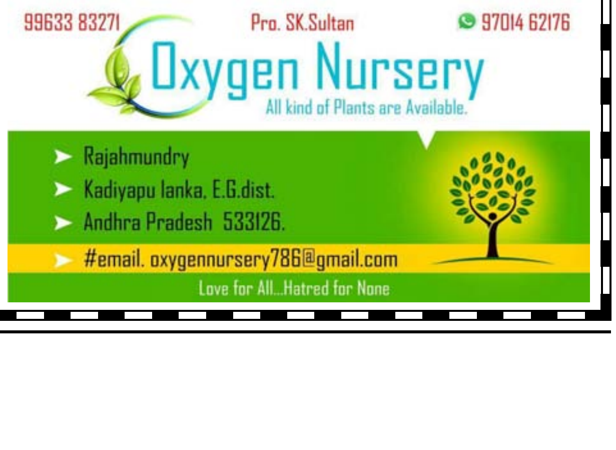

وصایا

منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10919: مَیں محمد عبدالمقیت ولد مکرم محمد سلیم احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 7/اگست 1990ء پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: متحدہ عرب امارات مستقل پتا: ہاؤس نمبر 3-92/38/1 (پلاٹ نمبر 125) پینتا ریڈی کالونی (بودو پال) حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22/اکتوبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ کیش انوسٹمنٹ 17 لاکھ روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار AED 9233/- ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: نوشیرواں احمد العبد: محمد عبدالمقیت گواہ: محمد اشفاق قمر

مسل نمبر 10920: مَیں مبشر احمد بی ولد مکرم این کونہی احمد صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 51 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: متحدہ عرب امارات، مستقل پتا: (آرزو) گارڈنس پینگاڑی صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13/دسمبر 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 3600sqft زمین پر تعمیر ایک مکان (کل زمین 600 sqft) خاکسار تجارت کرتا ہے جب کبھی مجھے اس سے منافع ہوگا تو خاکسار اس کا حصہ آمد ادا کردے گا، انشاء اللہ۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار AED 25,000 ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مرزا منصور بیگ العبد: مبشر احمد بی گواہ: فرحان احمد

مسل نمبر 10921: مَیں قمر احمد بھٹی ولد مکرم محمد افضل بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ عارضی ملازمت تاریخ پیدائش یکم جنوری 1983ء پیدائشی احمدی، ساکن دھنور جرالاں تحصیل وضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 17/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از عارضی ملازمت ماہوار 14,000/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالباسط العبد: قمر احمد بھٹی گواہ: منظور حسن

مسل نمبر 10922: مَیں پروین اختر زوجہ مکرم محمد یونس صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 13/اپریل 1968ء پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ ارتال دھنور جرالاں تحصیل وضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 1 انگوٹھی، بالیاں اور چینی 22 کیریٹ موجودہ قیمت 40 ہزار روپئے، حق مہر 50,000/- روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 30,000/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالباسط الامۃ: پروین اختر گواہ: محمد یونس

مسل نمبر 10923: مَیں طاہرہ تبسم زوجہ مکرم عبدالروف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن دھری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک چینی، ایک جوڑی جھمکا، ایک انگوٹھی، ایک کوکا (قیمت اندازاً 60 ہزار روپئے) حق مہر 1 لاکھ 60 ہزار روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سفیر احمد بھٹی الامۃ: طاہرہ تبسم گواہ: عمران احمد

مسل نمبر 10924: مَیں صافیہ بیگم زوجہ مکرم محمد یاسین بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 6/اپریل 1976ء پیدائشی احمدی، ساکن دھری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک ہار، ایک انگوٹھی (قیمت اندازاً 1 لاکھ 20 ہزار روپئے)، مکان تین کمرے اور ایک کچن پر مشتمل (قیمت اندازاً 4 لاکھ روپئے)، حق مہر 20 ہزار روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 15,000/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد یاسین بھٹی الامۃ: صافیہ بیگم گواہ: عامر نبیل بھٹی

مسل نمبر 10925: مَیں روبینہ کوثر زوجہ مکرم نیاز احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26/فروری 1999ء پیدائشی احمدی ساکن لوہارکا ڈاکخانہ دھری ارلیوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 50,000/- روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی

رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: غلام مصطفیٰ　الامۃ: روبینہ کوثر　گواہ: عنایت اللہ

مسل نمبر 10926: مَیں فریدہ اختر زوجہ مکرم عبدالقیوم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 2/مارچ 1997ء تاریخ بیعت 31/مارچ 2015، ساکن لوہارکہ دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 1 لاکھ روپئے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عبدالقیوم　الامۃ: فریدہ اختر　گواہ: غلام مصطفیٰ

مسل نمبر 10927: مَیں راشدہ تبسم زوجہ مکرم لقمان احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی، ساکن دھری ارلیوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 1 لاکھ 8 ہزار روپئے مع زیور، زیور طلائی: 1 ہار، 1 انگوٹھی (کل وزن 4 تولہ 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: لقمان احمد　الامۃ: راشدہ تبسم　گواہ: مبارک احمد شاد

مسل نمبر 10928: مَیں سلمیٰ رفیق بنت مکرم محمد رفیق بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 19/مئی 2003ء پیدائشی احمدی، ساکن دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2022ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: محمد رفیق بھٹی　الامۃ: سلمیٰ رفیق　گواہ: محمد صادق

مسل نمبر 10929: مَیں محمد عتیق بھٹی ولد مکرم محمد رفیق بھٹی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 30/نومبر 2000 پیدائشی احمدی، ساکن دہری ارلیوٹ تحصیل مجنہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار -/20825 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد رفیق بھٹی　العبد: محمد عتیق بھٹی　گواہ: محمد صادق

مسل نمبر 10930: مَیں ساجد احمد محمود ولد مکرم محمود احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 30/مارچ 1992 پیدائشی احمدی، ساکن دہری ارلیوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: محمد اعجاز احمد بھٹی　العبد: ساجد احمد محمود　گواہ: محمد صادق

مسل نمبر 10931: مَیں طاہرہ تبسم زوجہ مکرم عبدالستار صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی، ساکن دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/1,50,000 روپئے، زیور طلائی: 2 انگوٹھیاں، 1 ہار، جوڑی کانٹے، 1 چینی، بالیاں، جوڑی ٹاپس۔ میرا گزارہ آمداز خورد ونوش ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: مبارک احمد شاد　الامۃ: طاہرہ تبسم　گواہ: نبیل احمد بھٹی

مسل نمبر 10932: مَیں سلطانہ بیگم زوجہ مکرم سلطان احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن دہری ارلیوٹ مجنہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/25,000 روپئے، زیور طلائی: ایک کوکا (قیمت ایک ہزار روپئے) میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: مبارک احمد شاد　الامۃ: سلطانہ بیگم　گواہ: نبیل احمد بھٹی

مسل نمبر 10933: مَیں جے آصف حسین ولد مکرم پی. ظاہر حسین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 14 جنوری 2004 پیدائشی احمدی، ساکن 51/A/1 (P&T Colony) 2nd اسٹریٹ (ویسٹ تھوتھوکوڈی) صوبہ ٹامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی 22 گرام۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: جے پروین بانو　العبد: جے آصف حسین　گواہ: پی ظاہر حسین

مسل نمبر 10934: مَیں امۃ النور بنت مکرم پی ظاہر حسین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 24/اگست 2002 پیدائشی احمدی، ساکن 51/A/1 (P&T Colony) 2nd اسٹریٹ (ویسٹ تھوتھوکوڈی) صوبہ ٹامل ناڈو، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 27 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 20 گرام۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: جے۔ پروین بانو　الامۃ: امتہ النور۔ جے　گواہ: پی۔ ظاہر حسین

مسل نمبر 10935: مَیں بسمی دیسا۔ جے زوجہ مکرم اے۔ طاہر حسین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 6/اگست 1991ء تاریخ بیعت 11/نومبر 2019ء ساکن 9110 (ایس۔ ایس۔ مانیکا پورم) ٹوٹیکورن صوبہ ٹامل ناڈو، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 14 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 20 گرام، حق مہر -/5000 روپئے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: ایم مزمل　الامۃ: جے بسمی دیسا　گواہ: اے۔ ظاہر حسین

مسل نمبر 10936: مَیں محمد الیاس۔ پی ولد مکرم کنہالاوی۔ پی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 26/فروری 1994ء تاریخ بیعت 2015ء، موجودہ پتا: Pakkath ہاؤس ڈاکخانہ پاتھی پورم (Pattambi) مستقل پتا: Panichikkal ہاؤس ڈاکخانہ کدامباتھور صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: مقبول۔ وی۔ پی　العبد: محمد الیاس۔ پی　گواہ: سلطان نصیر

مسل نمبر 10937: مَیں عائشہ مول زوجہ مکرم فضل الرحمٰن۔ او۔ ایم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1967 تاریخ بیعت 1993، ساکن Oruvil ہاؤس ڈاکخانہ Pallippuram ضلع پالاکاڈ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 80 گرام 22 کیریٹ بشمول حق مہر۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: نجم الدین　الامۃ: عائشہ مول　گواہ: فضل الرحمن

مسل نمبر 10938: مَیں زینب النساء زوجہ مکرم شہنواز حسین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی، ساکن گاؤں بڈھانوں ڈاکخانہ ربکیاں تحصیل درحال ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22/نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 2 جوڑی کانٹے، 1 جوڑی چوڑیاں، 4 انگوٹھیاں، 1 عدد ہار (تمام زیورات قیمت 2 لاکھ 50 ہزار روپئے) حق مہر 1 لاکھ 10 ہزار روپئے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: اخلاق احمد　الامۃ: زینب النساء　گواہ: عبدالباسط

مسل نمبر 10939: مَیں خلیل احمد ولد مکرم نور الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان رٹائرڈ عمر 64 سال پیدائشی احمدی، ساکن وارڈ نمبر 4 تحصیل و ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین بمقام کالابن 2.5 کنال، ایک مکان بمقام راجوری شہر اندازاً قیمت 20 لاکھ روپئے (جسکا کورٹ میں کیس چل رہا ہے) میرا گزارہ آمداز پنشن ماہوار -/16,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: وحید احمد بھٹی　العبد: خلیل احمد بھٹی　گواہ: فاروق احمد فرید

مسل نمبر 10940: مَیں سفیر احمد ولد مکرم مولوی نذیر احمد مشتاق صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 10/مارچ 1994 پیدائشی احمدی، ساکن مکان نمبر 138 وارڈ نمبر 4 نزد پولیس لائن ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23/نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 10 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد یوسف نیاز　العبد: سفیر احمد　گواہ: محمود احمد

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 23 - March - 2023 Issue. 12

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرمعارف ارشادات کی روشنی میں قرآن کریم کے فضائل، مقام ومرتبہ اور عظمت کا بیان

قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں افسوس ہے کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کی طرف توجہ نہیں کرتے

ہمیں قرآن شریف پر غور وتدبر کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے تا کہ ہم اپنی روحانی اور علمی حالت بھی بہتر کریں اور مخالفین کا ردّ بھی کرسکیں

ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے

اگلے ہفتے شروع ہونے والے رمضان میں خاص طور پر ہمیں قرآن کریم پڑھنے، پڑھانے اور سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے

احباب جماعت کو پاکستان، برکینافاسو اور بنگلہ دیش کے احمدیوں کیلئے دعا کی مکرر تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 ؍مارچ 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ چند ہفتوں سے قرآن کریم کا مقام ومرتبہ اور محاسن بیان ہورہے ہیں۔قرآن شریف کے نزدیک مذہب کا منصب کیا ہے اور انسانی قویٰ پر اس کا کیا تصرف ہے اور ہونا چاہئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انجیل نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ انجیل حکمت کے طریقوں سے دُور ہے لیکن قرآن شریف بڑی تفصیل سے بار بار اس مسئلے کو حل کرتا ہے کہ مذہب کا یہ منصب نہیں ہے کہ انسانوں کے فطرتی قویٰ کو تبدیل کرے اور بھیڑیئے کو بکری بنا کر دکھلائے یعنی طاقتور کو کمزور بنا کر دکھائے بلکہ مذہب کی علت غائی یہ ہے کہ جو قویٰ اور ملکات فطرتاً انسان کے اندر موجود ہیں، جو صلاحیتیں اور طاقتیں ہیں ان کو اپنے محل اور موقع پر لگانے کیلئے راہبری کرے۔ مذہب کا یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی فطرتی قوت کو بدل ڈالے بلکہ یہ اختیار ہے کہ اس کو محل پر استعمال کرنے کیلئے ہدایت کرے۔صرف ایک قوت پر زور نہ ڈالے بلکہ تمام قوتوں کے استعمال کیلئے وصیت فرمائے۔اصل غرض اصلاح اور بہتری ہے۔اور یہ مقصد جس طرح بھی پورا ہو اُس کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ بات واقعی سچی ہے کہ مسلمان قرآن کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن اب خدا کا ارادہ ہے کہ صحیح معنی قرآن کے ظاہر کرے۔خدا نے مجھے اسی لیے مامور کیا ہے اور میں اسکے الہام اور وحی سے قرآن کریم کو سمجھتا ہوں۔قرآن کریم کی ایسی تعلیم ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا اور معقولات سے ایسی پُر ہے کہ ایک فلاسفر کو بھی اعتراض کا موقع نہیں ملتا۔قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں۔یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اسکے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔یہ فخر قرآن مجید کو ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کا علاج اس میں بتایا، تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اُسکے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔اس لیے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو، دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اسکی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ بدعات سے ہمیں بچنا چاہئے اور قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔اگلے ہفتے رمضان بھی شروع ہورہا ہے تو اس رمضان میں خاص طور پر ہمیں قرآن کریم پڑھنے، پڑھانے اور سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دل کی سختی کو نرم کرنے کیلئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔قرآن کریم کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے پھول چُنتا ہے پھر آگے چل کر اور قسم کا چُنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر مقام کے مناسب حال فائدہ اُٹھاوے۔اس سے روحانی ترقی ہوتی ہے کہ انسان احکامات اور نواہی کو اپنے اوپر لاگو کرے۔ جو حکم اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں وہ کرے اور جن سے روکا ہے اُن سے روکنے کی کوشش کرے یہی پھول ہیں جو انسان اس باغ سے چُنتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کسی معاملہ پر فیصلہ کرنے لگے تو ایک بوڑھی عورت نے کہا کہ حدیث میں یہ لکھا ہے لیکن آپؓ نے فرمایا کہ میں ایک بڑھیا کیلئے کتاب اللہ کو ترک نہیں کرسکتا۔ پس حقیقت یہی ہے اسی کو ہمیں اختیار کرنا چاہئے۔اگر یہ نہیں ہوگا تو بدعات پھیلتی چلی جائیں گی اور اسی وجہ سے مسلمانوں میں بدعات پھیلتی جارہی ہیں اور قرآن کریم کی اصل تعلیم سے دُور کررہی ہیں۔عامۃ المسلمین کی اکثریت تو جاہل ہے۔نام نہاد علماء اُن کو جس طرف لے جاتے ہیں وہ چل پڑتے ہیں اور بدعات پھیلتی جاتی ہیں لیکن اسکے باوجود ہم پر الزام ہے کہ ہم قرآن کریم کی تحریف کرتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کرسکتے۔آپؑ فرماتے ہیں کہ قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔افسوس ہے کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن شریف استدلالی رنگ رکھتا ہے۔کوئی بات ایسی بیان نہیں کرتا جس کے ساتھ اس نے قوی اور مستحکم دلیل نہ دی ہو۔ جیسی قرآن شریف کی فصاحت اور بلاغت اپنے اندر ایک جذب رکھتی ہے، جس طرح پر اس کی تعلیم میں معقولیت اور کشش ہے ویسے ہی اُس کے دلائل مؤثر ہیں۔ پس کوئی اور کتاب قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔جب قرآن پڑھو اور کوئی بات قرآن کریم میں دیکھو تو وہیں اُس کی دلیل بھی تلاش کرو۔آپؑ فرماتے ہیں کہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم تو قرآن شریف پیش کرتے ہیں جس سے جادو بھاگتا ہے۔ اسکے بالمقابل کوئی باطل اور سحر نہیں ٹھہر سکتا۔قرآن کریم وہ عظیم الشان حربہ ہے جس کے بالمقابل کسی باطل کو قائم رہنے کی ہمت ہی نہیں ہوسکتی۔یہ آسمانی ہتھیار ہے جو کبھی کند نہیں ہوسکتا۔ پس ہمیں قرآن شریف پر غور وتدبر کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے تا کہ ہم اپنی روحانی اور علمی حالت بھی بہتر کریں اور مخالفین کا ردّ بھی کرسکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن شریف قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا۔تمام دنیا میں یہ فخر خاص قران شریف کو حاصل ہے جس نے یہ تعلیم دی کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یعنی مسلمانوں یہ کہو کہ ہم دنیا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں تفرقہ نہیں ڈالتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو ردّ کردیں۔آپؑ نے چیلنج فرمایا کہ اگر ایسی صلح کار کوئی اور کتاب ہے تو اُسکا نام لو۔آپؑ نے فرمایا کہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جس کی متابعت سے اسی جہان میں آثار نجات کے ظاہر ہوجاتے ہیں۔اس کا بیان ایسا جامع دقائق اور حقائق ہے کہ جس قدر ایسے شبہات دنیا میں پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تک پہنچنے سے روکتے ہیں ان سب کا ردّ معقولی طور پر اس میں موجود ہے۔قرآن کریم یقینی اور قطعی کلام ہے جو شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے پہلے متفرق طور پر ہر ایک امت کو جدا جدا دستور العمل بھیجا اور پھر چاہا کہ جیسا کہ خدا ایک ہے وہ بھی ایک ہوجائیں تب سب کو اکٹھا کرنے کیلئے قرآن کو بھیجا۔قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے کہ ان کی تعلیموں کو جو قصوں کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔کوئی شخص ان قصوں سے نجات نہیں پاسکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اس کو قصہ سمجھتے ہیں اُنہوں نے اسکی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف ہماری مخالفت میں اس لیے تیز ہیں کہ ہم دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں کہ قرآن شریف سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے۔خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے اس لیے ہم اُن کی مخالفت کی کیوں پرواہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں ایسے عظیم الشان علوم ہیں جو توریت اور انجیل میں تلاش کرنا عبث ہیں۔پس اسکے معنے اور مطالب پر غور کرنے کی ہر ایک کو عادت ڈالنی چاہئے تا کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی خوبصورتی کا ہمیں پتا چلے۔آپؑ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں شروع سے آخر تک اوامر ونواہی کی تفصیل موجود ہے۔تلاوت کرتے ہوئے انہیں تلاش کرنا چاہئے اور ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہئے تبھی ہم خدا تعالیٰ کے کلام سے حقیقی فیض پاسکتے ہیں۔قرآن شریف میں سب کچھ ہے مگر جب تک بصیرت نہ ہو کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن شریف معارف کا خزانہ ہے۔دنیا کی برکتیں بھی اسی کے ساتھ آتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اسی لیے انبیاء کو بھیجا اور اپنی آخری کتاب نازل فرمائی کہ دنیا اس کی تاثیرات سے واقف ہوکر بچ جاوے۔پس ہر احمدی کا یہ بھی کام ہے کہ جہاں وہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق اپنی حالت ڈھالنے کی کوشش کرے وہاں دنیا کو بھی اُس تعلیم سے آگاہ کرے اور رُوحانی اور مادی تباہی سے اُنہیں بچائے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب۔جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف نے تعلیم دی اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔کاش یہ بات عامۃ المسلمین کو بھی سمجھ آجائے اور وہ زمانے کے امام کو پہچاننے والے بنیں۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے پاکستان، برکینافاسو اور بنگلہ دیش کے احمدیوں کیلئے دعا کی مکرر تحریک فرمائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad